پروفیسر ظفر احمد☆

"السیرۃ النبویہ"

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

توقیتی تضادات کا جائزہ (۲)

> اس مضمون کا پہلا حصہ "السیرۃ" کے پچھلے شمارے میں پیش کیا جا چکا ہے۔ مضمون کا بقیہ حصہ اب پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

عبرانی تقویم

۱ الف۔ عمومی تعارف اور عیسوی تقویم سے اس کا تقابل

سیرت طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے توقیتی تضادات کو سمجھنے کے لئے یہودیوں کی عبرانی تقویم کی مبادیات کا علم بھی ضروری ہے۔ مروجہ عبرانی تقویم کا آغاز چوتھی صدی عیسوی میں کیا گیا۔ درمیانی ادوار میں معمولی تغیرات ہوتے رہے۔ مثلاً یہودی قمری مہینہ کا آغاز رویت ہلال سے کرتے رہے اور کبھی ولادتِ قمر کے اوقات کا حسابی تعین کرتے رہے۔ یہ تقویم قمریہ شمسی تقویم ہے جس کا دارومدار اگرچہ قمری مہینوں پر ہے لیکن ان مہینوں کو موسموں کے مطابق رکھنے کے لئے اور قمری سال کی مدت کو شمسی سال کی مدت سے قریب ترین لانے کے لئے کبیسہ (لیپ) کے مہینے بڑھانے پڑے۔ اس تقویم کے ۱۹ سالہ دور میں تیسرا، چھٹا، آٹھواں،

☆ صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور، جزوقتی استاد اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

گیارہواں، چودھواں، سترہواں اور انیسواں سال یعنی سات سال تیرہ، تیرہ قمری مہینوں کے ہوتے ہیں اور بقیہ بارہ سال بارہ، بارہ مہینوں کے ہوتے ہیں یوں ۱۹ سالہ دور میں کل قمری مہینے 228 کی بجائے 235 ہوتے ہیں جو دنوں میں مدت کے اعتبار سے 19 شمسی سالوں کی مدت کے برابر ہو جاتے ہیں صرف معمولی سا فرق رہتا ہے۔ بالفاظ دیگر عبرانی تقویم کی بنیاد میطونی دور پر رکھی گئی ہے۔ اس میطونی دور سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہودیوں نے قمریہ شمسی تقویم بنائی جبکہ عیسائی اس دور میطونی کے ذریعہ ایسٹر کے تہوار کے دن کا تعین کرنے کے لئے قمری تواریخ کی جداول تیار کرتے رہے ہیں۔ مسلمانوں نے ہجری تقویم کا شمسی تقویم سے تقابل کرنے کے لئے یا توسرے سے اس میطونی دور سے فائدہ اٹھایا ہی نہیں یا مسلمان ریاضی دانوں کی تحقیقات ہم تک پہنچنے نہیں پائیں۔ ابوریحان البیرونیؒ نے اپنی کتاب ''الآثار الباقیہ'' میں عبرانی تقویم کے ضمن میں اگرچہ ۱۹ سالہ دور میطونی کا ذکر کیا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن اسلامی ہجری تقویم کے ضمن میں اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ راقم الحروف (ظفر احمد) نے غالباً پہلی مرتبہ قمری تقویم کے شمسی تقویم (عیسوی جیولین وگریگورین تقاویم) سے تقابل کے لئے اس سے استفادہ کیا ہے اور تحویلات حصہ دوم کے باب میں تحویلات کی بنیاد اسی پر رکھی گئی ہے۔

چونکہ عبرانی تقویم قمریہ شمسی تقویم ہے لہذا اس کے قمری مہینے موسموں کے مطابق رہتے ہیں۔ مہینوں کے نام یہ ہیں۔ تشری، حشواں، کسلیو، تبت، شباط، ادار، نیساں، ایار، سیواں، تموز، آب، ایلول، کبیسہ، (لیپ) کے سالوں میں ادار کا مہینہ مکرر لایا جاتا ہے اور ادار کے ان دو مہینوں کو بالترتیب ادار اول اور ادار دوم کہا جاتا ہے۔ یہ عام اور مکبوس (کبیسہ والے سال) تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مکمل، متوسط اور ناقص۔ عام مکمل سال 355 دن کا عام متوسط سال 354 کا اور عام ناقص سال 353 دن کا ہوتا ہے۔ عام مکبوس (کبیسہ والا سال) جب مکمل مکبوس سال ہو تو 385 دن کا، متوسط سال ہو تو 384 دن کا اور ناقص سال ہو تو 383 دن کا ہوتا ہے۔ دور حاضر میں سال کا آغاز ولادت قمر سے کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر تشری کی پہلی تاریخ کو اتوار، بدھ یا جمعہ کا دن پڑتا ہو تو اکثر وبیشتر یکم تشری کو ایک دن مؤخر اور بعض اوقات ایک دن مقدم کر دیا جاتا ہے تاکہ عبرانی سال کا آغاز مذکورہ ایام ہفتہ کو نہ ہو۔ کسی زمانہ میں سال کا آغاز نیساں کے مہینے سے کیا جاتا تھا لیکن بعد میں یہودیوں نے دنیوی مقاصد کے لئے تمدنی سال Civil Year کا آغاز تشری اور مذہبی مقاصد کے لئے مذہبی سال کا آغاز نیساں سے کیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

عیسوی تقویم کے اعتبار سے چھٹی اور ساتویں عیسوی صدی کا ہے۔ جبکہ مروجہ عبرانی تقویم کے ابتدائی ڈھانچہ کی بنیاد چوتھی صدی عیسوی میں رکھی گئی تھی۔ مدینہ منورہ (یثرب) کے نواح میں تین یہودی قبائل بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع آباد تھے۔ لہٰذا مدینہ کے یہ یہودی یہی قمریہ شمسی تقویم استعمال کرتے تھے۔ دیگر امور کی طرح یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم نے بھی عربوں کے تمدن کو متاثر کیا۔ دور حاضر کی عبرانی تقویم میں سال کی اوسط مدت 365.24684 دن یعنی 365 دن 5 گھنٹے، 55 منٹ اور کوئی ساڑھے پچیس سیکنڈ ہے جبکہ گریگورین عیسوی سال کی اوسط مدت 365.2425 دن ہے۔ یوں عبرانی سال کی مدت بقدر 00434. دن یعنی کوئی چھ منٹ زائد ہے۔

اس قمریہ شمسی تقویم کا آغاز یہودیوں نے خود اپنے ظن و تخمین اور حساب سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک سال پہلے 7 اکتوبر 3761ء قبل مسیح جیولین بروز سوموار کیا، چونکہ یہودیوں کے خیال کے مطابق کائنات کی تخلیق کا یہی زمانہ تھا اس لئے عبرانی تقویم کے سالوں کے ساتھ لفظ "خلیقہ" لگایا جاتا ہے۔ عبرانی تقویم کے آغاز پر قبل مسیح جیولین تقویم کے دنوں کی تعداد یعنی منفی سمت میں جیولین عیسوی تقویم کے دنوں کی تعداد 1373426 دن تھی۔

19 سالہ عبرانی دور کی دنوں میں مدت (365.24684x19)=6939.6895 دن بنتی ہے۔ یہ دور چونکہ 235 قمری مہینوں پر مشتمل ہے لہٰذا یہودیوں کے ہاں قمری مہینہ کی اوسط مدت معلوم کرنے کے لئے مذکورہ دنوں کو 235 پر تقسیم کرنے سے یہ مدت فی ماہ 29.530593 دن برآمد ہوئی۔ اسے بارہ سے ضرب دینے سے عام قمری سال کی اوسط مدت 354.36711 دن برآمد ہوئی۔ 1ء جیولین میں شروع ہونے والا عبرانی سال (3761+1)=3762 خلیقہ تھا۔ (ا) اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ سال 1ء جیولین کے کون سے مہینے اور کون سی تاریخ کو یکم تشری 3762 خلیقہ کی تاریخ تھی 3761 سال گزر چکے تھے اور 3762 واں سال رواں تھا۔ 3761 کو 19 پر تقسیم کرنے سے حاصل قسمت 197 حاصل ہوا اور 18 سال باقی بچے۔ یعنی 19 سالہ دور کے 197 ادوار پورے ہو کر 198 واں دور رواں تھا۔ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ یہودی تقویم کے 19 سالہ دور کی دنوں میں مدت 6939.6895 دن ہے لہٰذا اس مدت کو 197 سے ضرب دی تو حاصل ضرب سے 1367118.8 دن حاصل

ہوئے۔ 19 پر تقسیم سے باقی ماندہ سال 18 بچے تھے۔ ان کی دنوں میں مدت بر آمد کی تو (354.36711x18)=6378.6079دن ہوئی۔ چونکہ ان اٹھارہ سالوں میں تیسرا، چھٹا، آٹھواں، گیارھواں، چودھواں، اور سترھواں سال تیرہ تیرہ مہینوں کا تھا اس لئے ان چھ زائد مہینوں کے دن بھی لئے تو (29.53059x6)=177.18355 دن حاصل ہوئے ان تمام دنوں کو جمع کیااوران میں سال 3762خلیقہ کی یکم تشری کی تاریخ بھی شامل کی تو دنوں کی تعداد (1+177.18355+6378.6097+1367+137118.8)=1373675.5دن حاصل ہوئے کسر اعشاریہ کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ دنوں کی تعداد 1373675دن ہوئی۔ ہم پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ عبرانی تقویم کے آغاز سے یکم جنوری اء جیولین کے آغاز تک دنوں کی تعداد1373426دن تھی۔ انہیں مذکورہ دنوں سے تفریق کیا تو سال اء جیولین کے دنوں کی تعداد 249دن بر آمد ہوئی 249واں دن 6ستمبر اء جیولین ہوا۔ پس یہی مطلوبہ تاریخ ہے۔

دورِ رسالت میں 610ء سے 628ء تک کے سالوں کے بالمقابل عبرانی تقویم کا 231واں 19 سالہ دور از 4371خلیقہ تا 4389خلیقہ رواں تھا۔ ان عبرانی سالوں کی یکم تشری کے بالمقابل عیسوی تواریخ کی جدول بنانے کے لئے ہم سال 4371خلیقہ کی یکم تشری کے مقابل جیولین عیسوی تاریخ معلوم کریں گے۔ 4371خلیقہ سے پہلے 4370سال گزر چکے تھے انہیں 19 پر تقسیم کرنے سے حاصل قسمت 230بر آمد ہوا۔ باقی کچھ نہ بچا یعنی 19 سالہ 0 2 3 (2 3 0) ادوار پورے ہو چکے تھے۔ ادوار کے دن (6939.6895x230)=1596128.5دن بر آمد ہوئے۔ ان میں اگلے سال کی یکم تشری کا دن بھی جمع کیااور کسر اعشاریہ کو نظر انداز کیا تو دنوں کی تعداد 1596129 دن بنی۔ ان سے 1363426 دنوں کو تفریق کرنے سے جیولین عیسوی تقویم کے 222703دن بر آمد ہوئے۔ ان دنوں کو جیولن عیسوی تقویم میں لانے سے یکم تشری 4371 خلیقہ کے بالمقابل جیولین عیسوی تاریخ 23 ستمبر 610ء بر آمد ہوئی۔ شمسی سالوں سے قمری سال عموماً 11دن اور کبھی 10دن چھوٹے ہوتے ہیں مگر کبیسہ کا سال (354+30)-365=19دن بڑھ جائے گا۔ اور اگر کبیسہ کا سال 385دن کا ہو تو20دن یا 18دن بڑھ جائے گا۔ لیکن ہم یہاں19دن لیں گے اور اس حساب سے 4371 خلیقہ سے4389تک کے عبرانی سالوں کی یکم تشری کے مقابل عیسوی جیولن سالوں کی تواریخ کی جدول تیار کریں گے یہ عیسوی تواریخ تقریبی ہوں گی اور

اس کا اصل تواریخ سے ایک دن کا اور کبھی کبھار دو دن کا فرق ممکن ہے۔ اس جدول میں حسب قاعدہ تیسرے، چھٹے، آٹھویں، گیارہویں، چودہویں، سترہویں اور انیسویں نمبر شمار والے سال مکبوس سال ہیں۔

231ویں 19 سالہ دور کا سال نمبر	عبرانی سال	عیسوی سال	یکم تشری کے بالمقابل تقریبی عیسوی تاریخ
1	4371	610	23 ستمبر
2	4372	611	12 ستمبر
3	4373	612	یکم ستمبر
4	4374	613	20 ستمبر
5	4375	614	9 ستمبر
6	4376	615	28 اگست
7	4377	616	17 ستمبر
8	4378	617	6 ستمبر
9	4379	618	25 ستمبر
10	4380	619	14 ستمبر
11	4381	620	3 ستمبر
12	4382	621	22 ستمبر
13	4383	622	11 ستمبر
14	4384	623	31 اگست
15	4385	624	19 ستمبر
16	4386	625	8 ستمبر
17	4387	626	28 اگست
18	4388	627	16 ستمبر
19	4389	628	5 ستمبر

مذکورہ جدول سے یہ معلوم ہوا کہ دور رسالت میں عبرانی سالوں کی یکم تشری کے بالمقابل جیولین عیسوی تواریخ 27 اگست سے 26 ستمبر کے درمیان کی تواریخ میں آیا کرتی تھیں۔(۲) دورِ رسالت کا زمانہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی کا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ بیسویں صدی عیسوی کے بعد 19 سالہ ادوار میں ان تواریخ میں مزید چار دن کی کمی ہوگی کیونکہ ہر 300 سال کے بعد ایک دن کی کمی محسوب کی گئی ہے۔لیکن اب جیولین کی بجائے گریگورین عیسوی تقویم مروج ہے جس میں 400 پر تقسیم نہ ہونے والا صدی کا سال لیپ کا نہیں ہوتا لہذا ان تواریخ میں 19-4=15 دنوں کا اضافہ ہونا چاہئے لیکن گریگورین تقویم کا آغاز جیولین تقویم سے دو دن بعد کا محسوب کیا گیا ہے لہذا یہ اضافہ 15-2=13 دن کا ہوگا یعنی 4 دنوں: کی کمی اور تیرہ دنوں کا اضافہ یا بالفاظ دیگر 13-4=9 دنوں کا اضافہ ہوگا۔ 27 اگست اور 26 دستمبر کی تواریخ میں 9 دنوں کا اضافہ کیا تو معلوم ہوا کہ بیسویں صدی عیسوی میں عبرانی تقویم کا یکم تشری 5 ستمبر اور 5 اکتوبر کی تواریخ کے درمیان کی تواریخ میں واقع ہوتا ہے۔

مذکورہ تقابلی جدول ولادتِ قمر کے اعتبار سے ہے اگر رؤیتِ ہلال کو بنیاد بنایا جائے تو مذکورہ عیسوی تواریخ میں عموماً دو دن کا اضافہ ہوگا۔ تطبیقات کے باب کی جداول سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ دورِ رسالت کی عبرانی تقویم میں ولادتِ قمر کی بجائے رؤیتِ ہلال کے اعتبار سے قمری تواریخ کا تعین کیا جاتا تھا لہذا ان جداول میں عیسوی تواریخ عموماً دو دن زائد ہوں گی۔

ب۔ یکم تشری کے بالمقابل جیولین عیسوی تقویم کی تاریخ معلوم کرنے کا آسان طریقہ

یکم تشری کے مقابل عیسوی تاریخ معلوم کرنے کا ایک طریقہ تو وہی ہے جو گزشتہ ذیلی عنوان کے تحت مذکور ہو چکا ہے، جس سے ہم نے یکم تشری 3762 خلیقہ اور یکم تشری 4371 خلیقہ کے بالمقابل بالترتیب 6 ستمبر اور 23 ستمبر کی تواریخ برآمد کی تھیں۔ لیکن یہ طویل اور پیچیدہ طریقہ ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ عبرانی سال سے 3761 کم کر کے متعلقہ عیسوی سال معلوم کرلیں۔اس عیسوی سال کو 19 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ لیں اگر تقسیم پوری ہوگئی تو باقی ماندہ 19 ہی سمجھا جائے۔اس باقی ماندہ عدد کو 11 سے ضرب دیں۔حاصل ضرب 30 سے زائد ہو تو اسے 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد لیں گے۔اگر یہ عدد 17 سے کم ہو تو اسے 17 سے

تفریق کردیں۔ اگر یہ باقی ماندہ عدد 17 سے زائد ہو تو (17+30) یعنی 47 سے اسے تفریق کریں اب عیسوی سال کی صدی کے عدد کو تین پر تقسیم کرکے حاصل قسمت بحذف کسر لیں اور اسے پہلے سے برآمد کردہ حاصل تفریق سے تفریق کردیں تو عیسوی تاریخ برآمد ہوگی۔ اگر رواں عبرانی سال سے پہلے کا سال مکبوس (کبیسہ والا) ہو تو یہ تاریخ ستمبر کے نصف آخر کی تواریخ میں سے ہوگی۔ اگر رواں عبرانی سال سے پہلے کا سال غیر مکبوس ہو تو یہ تاریخ اواخر اگست یا ستمبر کے نصف اول کی تواریخ میں سے ہوگی۔ مثلاً ہمیں عبرانی سال 4383 خلیقہ کی یکم تشری کے بالمقابل جیولن عیسوی تاریخ مطلوب ہے۔ 4383 سے 3761 سال کم کئے تو رواں عیسوی سال 622ء برآمد ہوا۔ اسے 19 پر تقسیم کیا تو باقی ماندہ عدد 14 ہے اسے گیارہ سے ضرب دی تو حاصل ضرب 154 برآمد ہوا جو 30 سے زائد ہے اس لئے اسے 30 پر تقسیم کرکے باقی ماندہ عدد لیا جو 4 ہے۔ اسے 17 سے تفریق کیا تو حاصل تفریق 13 برآمد ہوا۔ اب عیسوی سال 622ء کے صدی کے عدد 6 کو 3 پر تقسیم کیا تو حاصل قسمت 2 برآمد ہوا اسے 13 سے تفریق کیا تو یکم تشری 4383 خلیقہ کے بالمقابل جیولن عیسوی تاریخ 11 ستمبر 622ء برآمد ہوئی۔ مذکورہ بالا قاعدہ یا کلیہ میں 11 کے حاصل ضرب کو 17 سے اس لئے کم کیا گیا ہے کہ یکم تشری کے بالمقابل سال 1ء قبل مسیح جیولن کو عیسوی تاریخ 17 ستمبر 1ء قبل مسیح تھی کیونکہ (جیسا کہ گزشتہ ذیلی عنوان میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ) 1ء جیولین کو یکم تشری کے مقابل عیسوی تاریخ 6 ستمبر 1ء جیولین تھی۔ یاد رہے مذکورہ طریقہ کے مطابق تقریبی تاریخ برآمد ہوگی جو اکثر و بیشتر اصل تاریخ کے مطابق ہوگی۔

ج۔ یکم تشری کے بالمقابل گریگورین عیسوی تقویم کی تاریخ معلوم کرنا

رواں سال کو 19 پر تقسیم کرکے باقی ماندہ لیں اگر 19 پر تقسیم پوری ہوگئی ہو تو باقی ماندہ 19 ہی سمجھیں۔ اس باقی ماندہ عدد کو 11 سے ضرب دیں۔ حاصل ضرب 30 سے زائد ہو تو 30 پر تقسیم کرکے باقی ماندہ لیں اگر 30 پر تقسیم پوری ہوگئی تو باقی ماندہ 30 ہی سمجھیں۔ اگر باقی ماندہ عدد 15 سے کم ہو تو اسے 15 سے تفریق کردیں۔ اگر یہ باقی ماندہ عدد 15 سے زائد ہو تو (15+30) یعنی 45 سے اسے تفریق کریں۔ اب عیسوی سال کی صدی کے عدد کو تین اور چار

پر تقسیم کر کے الگ الگ حاصل قسمت بحذف کسر لیں اور ہر دو بر آمد کردہ حاصل قسمت کے اعدد کو باہم جمع کریں اور اس حاصل جمع کو صدی کے عدد سے تفریق کریں۔ اس حاصل تفریق کو پہلے سے حاصل کردہ حاصل تفریق میں جمع کر دیں تو مطلوبہ عیسوی تاریخ بر آمد ہو گی۔ اگر سال رواں سے پہلے کا سال مکبوس تھا تو تاریخ ستمبر کے اواخر یا اکتوبر کے اوائل کی ہو گی۔ اگر سابقہ سال غیر مکبوس تھا تو تاریخ صرف ستمبر کے مہینہ کی ہو گی کیونکہ دور حاضر میں سالہائے عیسوی 1900 سے 2199ء تک کے تین سو سالوں میں یکم تشری کے بالمقابل عیسوی تواریخ 5 ستمبر اور 5 اکتوبر کے درمیان رہتی ہیں۔ اگر بر آمد کردہ تاریخ کو اتوار، بدھ یا جمعہ کا دن ہو تو تاریخ کو ایک دن مؤخر کر دیں۔ مثلاً ہمیں سال 1988ء میں یکم تشری کے بالمقابل عیسوی تاریخ مطلوب ہے۔ 1988 کو 19 پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 12 حاصل ہوا۔ اسے 11 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 132 ہوا، لہذا اسے 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد لیا تو 12 بر آمد ہوا۔ اسے 15 سے تفریق کیا تو باقی ماندہ عدد 3 حاصل ہوا۔ صدی کے عدد 19 کو تین اور چار پر تقسیم کرنے سے بالترتیب حاصل قسمت بحذف کسر 6 اور 4 بر آمد ہوا، ان دونوں کو باہم جمع کر کے صدی کے عدد 19 سے تفریق کیا تو حاصل تفریق (19-10)=9 بر آمد ہوا۔ اسے پہلے سے بر آمد کردہ حاصل تفریق 3 میں جمع کیا تو حاصل جمع 12 ہوا۔ سال 1988ء کے بالمقابل عبرانی سال (1988+3761)=5749 خلیقہ بر آمد ہوا جو عبرانی 19 سالہ دور کے لحاظ سے 303 ویں دور کا گیارہواں سال ہے۔ جو خود تو مکبوس ہے لیکن چونکہ سابقہ سال مکبوس نہیں اس لئے 12 کا مذکورہ عدد 12 ستمبر 1988ء کو ظاہر کرتا ہے اور یہی مطلوبہ تاریخ ہے۔ تین سو سالہائے عیسوی از 1900ء تا 2199ء تک کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ 11 سے ضرب دینے سے جو حاصل ضرب بر آمد ہو اگر وہ 30 سے زائد ہو تو اسے 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد لیں۔ اگر یہ باقی ماندہ عدد 24 سے کم ہو تو اسے 24 سے تفریق کر دیں۔ اگر 24 سے زائد ہو تو اسے (24+30) یعنی 54 سے تفریق کریں تو مطلوبہ عیسوی تاریخ بر آمد ہو گی۔ مثلاً: سال 1996ء کو ہم لیتے ہیں۔ اسے 19 پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد ایک ہے اسے گیارہ سے ضرب دے کر 24 سے تفریق کیا تو حاصل تفریق (24-11)=13 بر آمد ہوا۔ سال 1996 ء کے بالمقابل عبرانی سال (1996+3761)=5757 خلیقہ بر آمد ہو جو 19 سالہ عبرانی دور کے اعتبار سے 303 ویں دور کا آخری سال ہے جو خود تو مکبوس ہے لیکن سابقہ سال غیر مکبوس ہے

لہذا مذکورہ 13 کا عدد 13 ستمبر 1996ء کو ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن 13 ستمبر 1996ء کو جمعہ کا دن تھا۔ حسب قواعد دن کی تخریج ملاحظہ ہو (1.25x395 کا حاصل ضرب بحذف کسر) -3+257+2=749 دن برآمد ہوئے انہیں سات پر تقسیم کرنے سے تقسیم پوری ہو گئی باقی کچھ نہ بچا لہذا دن جمعۃ المبارک تھا۔ چونکہ عبرانی سال جمعہ سے شروع نہیں کیا جاتا لہذا مطلوبہ تاریخ 14 ستمبر 1996ء برآمد ہوئی۔ اس طریقہ سے تقریبی عیسوی تواریخ برآمد ہوں گی جو اکثر و بیشتر حقیقی تواریخ کے مطابق ہوں گی۔ مذکورہ قاعدہ یا کلیہ میں ہم نے 11 کے حاصل ضرب کو 15 سے اس لئے تفریق کیا تھا کہ 17 ستمبر 1ء قبل مسیح جیولین کو یکم تشری تھی گریگورین تقویم دو دن بعد محسوب کی گئی ہے لہذا گریگورین 1ء قبل مسیح کو یہ تاریخ 15=2-17 ستمبر تھی۔ صدی کے عدد کو 4 پر تقسیم کر کے حاصل قسمت لینے کا عمل اس لئے کیا گیا ہے کہ گریگورین تقویم میں 400 پر تقسیم نہ ہونے والا صدی کا سال لیپ کا سال نہیں ہوتا۔

د۔ عیسوی سالہائے 1940 سے 1958ء میں

یکم تشری کے مقابل حقیقی عیسوی تواریخ کی جدول (۳)

سال 1940ء کے مقابل عبرانی سال (3761+1940)=5701 خلیقہ تھا جو عبرانی 19 سالہ ادوار کے اعتبار سے 301 ویں دور کا پہلا سال تھا جو عیسوی سال 1958ء اور عبرانی سال 5719 خلیقہ پر ختم ہوا۔ اس دور کی یکم تشری کے مقابل عیسوی تواریخ کی جدول دی جا رہی ہے۔ مذکورہ قواعد تخریج سے تاریخ برآمد کر کے اس کا حقیقی تاریخ سے تقابل کریں تو مستخرجہ تاریخ اکثر و بیشتر حقیقی تاریخ کے مطابق ہو گی۔ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آج کل یکم تشری کا تعین ولادت قمر کے اوقات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ یہ اوقات چند گھنٹوں کے فرق سے بدلتے رہتے ہیں اور ان اوقات کے صحیح تعین کے طریقے طویل اور پیچیدہ ہیں۔ معیاری رصد گاہیں ان کا تعین کمپیوٹر سے کرتی ہیں۔

نمبر شمار	عیسوی سال	یکم تشری کے بالمقابل عیسوی تاریخ	نمبر شمار	عیسوی سال	یکم تشری کے بالمقابل عیسوی تاریخ
1	1940	3اکتوبر بروز جمعرات	11	1950	12ستمبر بروز منگل
2	1941	22ستمبر بروز سوموار	12	1951	یکم اکتوبر بروز سوموار
3	1942	12ستمبر بروز ہفتہ	13	1952	20ستمبر بروز ہفتہ
4	1943	30ستمبر بروز سوموار	14	1953	10ستمبر بروز جمعرات
5	1944	18ستمبر بروز سوموار	15	1954	28ستمبر بروز منگل
6	1945	8ستمبر بروز ہفتہ	16	1955	17ستمبر بروز ہفتہ
7	1946	26ستمبر بروز جمعرات	17	1956	6ستمبر بروز جمعرات
8	1947	15ستمبر بروز سوموار	18	1957	26ستمبر بروز جمعرات
9	1848	4اکتوبر بروز سوموار	19	1958	15ستمبر بروز سوموار
10	1949	24ستمبر بروز ہفتہ			

مثلاً ہم سال 1954ء کو لیتے ہیں۔ 1954 کو 19 پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 16 کو 11 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 176 ہوا۔ اسے 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ لیا تو 26 حاصل ہوا۔ اب اسے (30+24) یعنی 54 سے تفریق کیا تو تاریخ 28 ستمبر 1954 بر آمد ہوئی جو حقیقی تاریخ کے مطابق ہے۔

اور مثلاً سال 1952ء کو لیتے ہیں 1952 کو 19 پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 14 کو 11 سے ضرب دے کر حاصل ضرب 154 کو 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد 4 لیا اسے 24 سے تفریق کیا تو تاریخ 20 ستمبر 1952 بر آمد ہوئی جو حقیقی تاریخ کے مطابق ہے اور مثلاً سال 1942ء کو 19 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد 4 کو 11 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد 14 لیا اور اسے 24 سے تفریق کیا تو تاریخ 10 ستمبر 1942ء بر آمد ہوئی لیکن اصل تاریخ 12 ستمبر ہے۔ حقیقی تاریخ سے دو دن کا فرق ہے کیونکہ

11 ستمبر 1942ء کو جمعہ تھا۔

اور مثلاً 1941ء کو 19 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ 3 کو 11 سے ضرب دے کر حاصل ضرب 33 کو 30 پر تقسیم کر کے باقی ماندہ عدد 3 لیا اور اسے 24 سے تفریق کیا تو تاریخ 21 ستمبر 1941ء برآمد ہوئی لیکن چونکہ اس روز اتوار تھا لہذا تاریخ ایک دن مؤخر کر کے 22 ستمبر کی لی گئی جو حقیقی تاریخ کے مطابق ہے۔ 22 کو سوموار تھا۔

۵ ضروری وضاحت

یہاں یہ یاد رہے کہ یہ قواعد دور حاضر کی عبرانی تقویم کے مطابق ہیں۔ جس کا ابتدائی ڈھانچہ چوتھی صدی عیسوی میں تیار کیا گیا تھا۔ درمیان میں بعض جزوی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ حسابی تخریجات اور دیگر قرائن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یثرب (مدینہ منورہ) کے نواح میں آباد یہودی قبائل قمری تواریخ کے تعین کے لئے ولادت قمر کی بجائے رؤیت ہلال کو مد نظر رکھتے تھے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ یکم تشری کا آغاز اتوار، بدھ یا جمعہ سے نہ کرتے ہوں۔ آج کل مکبوس سالوں میں ادار کا مہینہ مکرر لایا جاتا ہے جبکہ ماضی مں ایسے ادوار بھی گزرے ہیں کہ کبیسہ کے مہینہ کا تعین یہودیوں کا مذہبی پیشوا کیا کرتا تھا۔ اس پیشوا کو "ناسی" کہا جاتا تھا۔ (۴)

عبرانی تقویم کا دورِ جاہلیت اور دورِ رسالت کے عرب معاشرہ پر اثر

(1) عربوں کی قمریہ شمسی تقویم

جیسا کہ آئندہ مباحث سے ثابت ہو جائے گا، یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دورِ جاہلیت میں عربوں نے یہودیوں کی قمریہ شمسی تقویم بعض معاشی اور معاشرتی عوامل کے تحت اپنائی تھی، لیکن سال کے مہینوں کے نام عربی تھے۔ اس کے ساتھ خالص قمری تقویم کا بھی رواج تھا اور ہر دو طرز کی تقاویم کے مہینوں کے نام یکساں تھے، جس کی وجہ سے دو تقویمی التباس پیدا ہوا، جو توقیتی تضادات کا اصل بڑا سبب ہے۔ سیرتِ طیبہ ﷺ کے اکثر واقعات و حوادث کی توقیت

خالص قمری تقویم کی بجائے قمریہ شمسی تقویم میں ہوئی اور بعض واقعات کی توقیت خالص قمری تقویم کی بھی ہے اور کئی ایک کی توقیت قمریہ شمسی اور قمری دونوں تقاویم میں ہوئی ہے۔

قریشِ مکہ کی تقویم قمریہ شمسی تھی اور ان کا حج بھی اسی تقویم کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ﷺ کے مکی ساتھی یعنی مہاجرین مکہ اس قمریہ شمسی تقویم کو مکہ مکرمہ سے ساتھ لائے اور اسے مدینہ منورہ میں بھی رائج کر دیا۔ چونکہ سیرت طیبہ کے بعض واقعات و حوادث کی توقیت خالص قمری تقویم میں بھی ہوئی ہے لہذا محققین کا خیال ہے کہ مدینہ کے لوگوں کی تقویم خالص قمری تھی۔ ممکن ہے اپنے پڑوسی یہودی قبائل سے رقابت کی بنا پر اہل مدینہ عبرانی تقویم سے متاثر نہ ہوئے ہوں۔

بالآخر اس قمریہ شمسی تقویم کی تنسیخ کا اعلان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے قمری تقویم ہی بحال رکھی گئی اور ہجری تقویم کے نام سے موسوم یہی خالص قمری تقویم احکام شرعیہ کا مستقل مدار قرار پائی۔

اس باب میں عربوں کی اس قمریہ شمسی تقویم اور اس کے عبرانی تقویم سے ہم آہنگ ہونے پر دلائلِ نقلیہ پیش کئے جا رہے ہیں۔ تطبیقات کے باب میں حسابی تخریجات اور تقابلی تقویمی جداول کی حیثیت ایسے دلائلِ عقلیہ کی ہے جو ان دلائلِ نقلیہ کی مکمل تائید و توثیق کرتے ہیں۔ تاریخی روایات پر مبنی دلائل یقینی اور قطعی نہیں ہوتے، بلکہ ظنی الثبوت ہوتے ہیں، جبکہ یہ روایات متواتر نہ ہوں۔ لیکن اگر یہ یقینی و قطعی دلائلِ عقلیہ سے ہم آہنگ ہوں تو ان کی ظنیت قطعیت میں بدل جاتی ہے، بالفرض اگر کہیں نقل و عقل میں تعارض بھی ہو اور عقلی دلیل قطعی یقینی اور نقلی دلیل ظنی ہو تو ترجیح لازماً عقلیات کو حاصل ہوگی، کیونکہ ظن و یقین کے تقابل میں یقین کا پلڑا ہی بھاری ہوتا ہے۔

وَإِنَّ الظَّنَّ لَايُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْأً ۝ (۱)

یعنی ظن حق کے مقابلے میں کار آمد نہیں۔

۱۔ عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کا یہودیوں کی عبرانی تقویم سے ہم آہنگ ہونے کا نہایت قوی ثبوت احادیث عاشوراء سے بھی ملتا ہے۔ مدینہ منورہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ ﷺ کے استفسار پر انہوں نے جواب دیا کہ یہ دن بنی اسرائیل کے لئے بتوسطِ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نجات کا دن اور ان کے لئے یومِ

تشکر ہے۔ اس لئے وہ اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے نجات پانے کی خوشی میں مسلمان اس دن کا روزہ رکھنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے 10 محرم یعنی عاشورا کا روزہ مسلمانوں پر فرض تھا۔ صیامِ رمضان کی فرضیت کے بعد یہ نفلی ہوگیا فرض نہ رہا۔ یہودیوں کا پہلا مہینہ تشری ہوتا ہے اور ان کے ہاں 10 تشری کا روزہ فرض ہے، بلکہ انتہائی اہم ہے وہ اسے صوم الکفور اور اس دن کو یوم الکفور (یعنی گناہوں سے کفارہ بننے والا دن) کہتے ہیں۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے 10 محرم کے روزے کے متعلق فرمایا ہے کہ میں حق تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشوراء کا روزہ اس سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کے مطابق عرب عاشوراء کا روزہ زمانۂ جاہلیت میں بھی رکھتے تھے اور اس روز خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ (۲)

ابوریحان البیرونیؒ نے لکھا ہے کہ بعض لوگوں کے خیال میں عاشوراء کا لفظ عبرانی زبان سے عربی میں منتقل ہوا ہے۔ مزید یہ لکھا ہے کہ یہودیوں کے 10 تشری کے یوم کفور (کفارہ) کا تقابل عربوں کے محرم کے ساتھ کیا جاتا ہے اور 10 محرم کی تاریخ اس سے ہم آہنگ ہے۔ (۳) البیرونی نے یہ بھی لکھا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عربوں کا ربیع دراصل موسم خزاں ہوتا تھا۔ (۴) اس طرح البیرونی عربوں میں قمریہ شمسی تقویم کی موجودگی اور حجۃ الوداع کے موقع پر اس کی منسوخی کا معترف ہے۔ (۵)

الغرض یہ ثابت ہوگیا کہ 10 محرم قمریہ شمسی اور 10 تشری عبرانی ہم آہنگ ہوا کرتے تھے۔ یہودیوں کی یہ تقویم ان کے ہاں آج بھی مروج ہے، گو کچھ معمولی تبدیلیاں اس میں ہوتی رہی ہیں، لیکن اس کا بنیادی ڈھانچہ وہی ہے اور یہودی آج بھی 10 تشری کے روزے کو اہم مذہبی فریضہ گردانتے ہیں۔

(ب) قرآن و سنت اور کتب تاریخ و سیرت سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کا موسم سخت گرم تھا۔ (۶) قرآن کریم میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا!

وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝ (۷)

یعنی یہ منافقین کہتے ہیں کہ گرمی میں (غزوہ تبوک) کے لئے کوچ

نہ کرو۔ (اے پیغمبر!) تو کہہ دے کہ جہنم کی آگ تو بہت ہی گرم ہے، کاش یہ لوگ سمجھ سے کام لیں۔

اس غزوہ کے لئے روانگی یکم رجب 9ھ اور مراجعت رمضان یا شوال 9ھ کی بیان کی جاتی ہے۔(۸) گزشتہ باب میں عبرانی تقویم کے مباحث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دور رسالت میں عبرانی تشری کا مہینہ جیولین عیسوی تقویم کے اگست کے اواخر سے ستمبر کے اواخر تک کی تواریخ کے مقابل ہوا کرتا تھا۔ یوں اگر محرم کو ستمبر کے مہینہ سے شمار کیا جائے تو رمضان اور شوال کے مہینے ٹھیک سخت گرم مہینوں مئی اور جون کے مقابل ہوتے ہیں، جبکہ خالص قمری تقویم کے مطابق رمضان 9ھ اور شوال 9ھ کے مہینے دسمبر 630ء اور جنوری 631ء کے مقابل تھے، یکم رمضان 9ھ کی جیولین عیسوی تقویم میں تحویل کے لئے رمضان سے پہلے کے آٹھ مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر دن بنائیں اور انہیں 354 پر تقسیم کر کے سال 9ھ کو ساتھ ملائیں تو اعشاری تحویل 9.666666 برآمد ہوگی۔ اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 630.94783 برآمد ہوا۔ یعنی رواں عیسوی سال 630 تھا۔ کسر اعشاریہ 94783. کو 365 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 345.9 یعنی 346 سے اس سال کے دن معلوم ہوگئے۔ 346 واں دن 12 دسمبر بنتا ہے۔ پس اگلا مہینہ شوال 9ھ جنوری 631ء میں آیا تھا۔ یہ تخریجات شک وشبہ سے بالاتر ہیں اور ان کے ذریعے برآمد کردہ تواریخ کی تصدیق کسی بھی معتبر تقویم مثلاً تقویم تاریخی مؤلفہ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سے کی جاسکتی ہے۔(۹)

الغرض قرآن وسنت اور کتب تاریخ وسیرت سے ہمارا یہ دعویٰ بطریقِ احسن ثابت ہو گیا کہ عربوں میں خالص قمری کے علاوہ قمریہ شمسی تقویم بھی مروج تھی اور یہ یہودیوں کی عبرانی تقویم سے ہم آہنگ تھی۔

(ج) ابن ہشام نے ابرھہ کے مکہ مکرمہ پر حملے کا ذکر کرتے ہوئے نساۃ (ناسیوں) کا بھی تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ان کا تعلق بنو کنانہ سے تھا۔ انہی میں سے ایک شخص قلمس نے سب سے پہلے عربوں میں نسی کو رائج کیا تھا اور بعض سالوں میں تیرہویں مہینے (کبیسہ کے مہینے) کا رسم نسی کے تحت اعلان ہونے لگا جو بنو کنانہ کا ناسی حج کے اجتماع کے موقعہ پر کیا کرتا تھا۔ پہلے ناسی کا نام قلمس تھا۔ اسی کی نسبت سے ان نساۃ یا ناسیوں کو قلامسہ کہا جاتا تھا۔(۱۰)

(د) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں ہے کہ یہودیوں کا وہ مذہبی پیشوا جو مختلف سالوں میں بارہ مہینوں کے ساتھ تیرہویں مہینے کے اضافہ کا اعلان کیا کرتا تھا اسے ''ناسی'' کہا جاتا تھا۔(۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ نسی کی یہ بدرسم عربوں نے یہودیوں سے حاصل کی تھی۔

(ھ) امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں سورۂ توبہ کی آیت نسی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عربوں نے اپنے حج کا مہینہ اپنے تجارتی اور دنیوی مقاصد کے لئے خاص موسم میں متعین کرلیا تھا، اس مقصد کے لئے وہ بعض سالوں کے بارہ کی بجائے تیرہ مہینے کرتے تھے تاکہ دیگر مہینوں کی طرح ذی الحجہ کا مہینہ بھی ایک ہی موسم میں رہے، خالص قمری سال شمسی سال سے تقریباً 11 دن چھوٹا ہوتا ہے، اس لئے قمری مہینے بتدریج تمام موسموں میں سے ہوکر گزرتے ہیں۔ یہ صورت حال عربوں کے تجارتی و دنیوی مقاصد کے منافی تھی، لہٰذا انہوں نے رسم نسی اختیار کی۔ نسی کا لغوی معنی مؤخر کرنے اور جمع کرنے کا ہے۔ عرب جب سال کے بعض مہینوں کو مکرر کرکے بارہ سے تیرہ مہینے کرتے تھے تو نہ صرف مہینوں کی معینہ فطری تعداد میں اضافہ ہوجاتا تھا بلکہ اصل قمری مہینے اپنی جگہ سے مؤخر بھی ہوجاتے تھے۔ یہی حال حرمت والے مہینوں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم کا ہوتا تھا اور کئی سالوں کے بعد یہ مہینے اپنی اصل ہیئت پر لوٹتے تھے۔(۱۲) تفسیر ثعلبی میں بھی اس سے ملتا جلتا بیان ہے۔(۱۳)

(و) بعض عربی قمری مہینوں کے ناموں کے لغوی معانی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قمریہ شمسی تقویم بھی مستعمل تھی اور یہ کہ اس تقویم میں رمضان سخت گرمی میں اور جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ کے مہینے سخت سردی میں آیا کرتے تھے۔ رمضان کے ماہ ''رمض'' اور جمادی کے مادہ ''جمد'' سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر رمضان موسم گرما میں ہو تو پچھلی سمت میں نواں مہینہ محرم موسم خزاں میں ہوگا۔ پس محرم قمریہ شمسی موسم خزاں میں آیا کرتا تھا۔ اس زمانہ کے عرب عیسائی سن سکندری استعمال کرتے تھے۔ اس کا پہلا مہینہ تشرین اول ہمیشہ جیولین عیسوی تقویم کے ماہ اکتوبر کے مقابل ہوا کرتا تھا۔(۱۴) چنانچہ دور جاہلیت کے عربوں نے بھی یہود و نصاریٰ کی تقلید میں اپنی قمریہ شمسی تقویم کا آغاز موسم خزاں سے کردیا۔

(ز) شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مرتبہ ایچ۔اے۔ آرگب میں محرم اور رمضان کے عنوانات کے تحت مرقوم ہے کہ زمانہ جاہلیت کا محرم موسم خزاں میں اور رمضان موسم گرما میں ہوا کرتا تھا۔(۱۵) کولیرز انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ دورِ جاہلیت کی عربوں کی تقویم یہودی طرز پر

تھی۔(۱۶)

(ح) دورِ حاضر کے مشہور ریسرچ اسکالر عبدالقدوس ہاشمی نے تقویمِ تاریخی میں لکھا ہے کہ دورِ جاہلیت کی مکی تقویم قمری شمسی اور مدنی تقویم قمری تھی۔(۱۷)

(ط) جناب ضیاء الدین لاہوری مؤلف جوہر تقویم نے عربوں کے دو تقویمی نظام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مکہ کی تقویم قمریہ شمسی اور مدینہ کی تقویم خالص قمری ہوا کرتی تھی۔(۱۸) چنانچہ ضیاء صاحب نے کتاب کے آخر میں اصل قمری مہینوں کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینوں کی ایک جدول بھی دی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض دیگر حضرات کی طرح وہ بھی اس شدید اور سنگین غلط فہمی کا شکار ہوگئے کہ عربوں کی دورِ جاہلیت کی قمریہ شمسی تقویم میں محرم کا مہینہ بہار کے موسم میں ہوا کرتا تھا۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ہم آئندہ سطور میں مناسب مقام پر کریں گے۔

(ی) مولانا عبدالرحمٰن گیلانی نے بھی اپنی کتاب ''الشمس والقمر بحسبان'' میں عربوں کی اس قمریہ شمسی تقویم کا ذکر کیا ہے اور اسے مکی تقویم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ عربوں کا حج اسی تقویم کے مطابق ہوا کرتا تھا اور یہ کہ اس کی منسوخی کا اعلان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا۔(۱۹)

(2) عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کی منسوخی

اس قمریہ شمسی تقویم کی منسوخی کا اعلان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا اور اسے ہمیشہ کے لئے ختم کر کے خالص قمری تقویم کو ہمیشہ کے لئے بحال رکھا گیا اور آئندہ کے لئے تمام احکامِ شرعیہ کا مدار یہی خالص قمری تقویم قرار پائی جو امتِ مسلمہ میں ہجری تقویم کے نام سے متواتر چلی آرہی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں دیگر باتوں کے علاوہ رسمِ نسی کا بھی ذکر فرمایا اور اس کی مذمت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ''زمانہ گھوم پھر کر اپنی اس ہیئت پر آگیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔'' پھر آپ ﷺ نے سورۂ توبہ کی آیات کی تلاوت فرمائیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ!

جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہی رہی ہے ان میں چار مہینے حرمت

والے ہیں۔ رسم نسی (کفر کے کاموں میں ایک اور) اضافہ ہے،
جس کے ذریعہ کافر لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے کہ وہ کسی سال
حرمت والے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں تو کسی سال اسے حرام
ٹھہراتے ہیں۔(۲۰)

سورۂ توبہ کی ان آیات سے بھی معلوم ہوا کہ عرب بعض اوقات سال کے بارہ مہینوں میں اضافہ کرتے تھے، ورنہ اگر وہ ایسا نہ کر رہے ہوتے تو یہ کہنا بے مقصد اور تحصیل حاصل ہوتا کہ مہینوں کی تعداد بارہ ہی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ایسے عیب سے پاک ہے۔

(3) عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کے متعلق ایک سنگین غلط فہمی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے بعض حضرات کو عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کے متعلق یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قمریہ شمسی ذی الحجہ اور قمری ذی الحجہ اکٹھے ہو گئے تھے، چونکہ ان دنوں خالص قمری ذی الحجہ 10ھ فروری میں تھا اور اگلا قمری محرم، مارچ کے مہینہ میں آ رہا تھا لہٰذا ان حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ قمریہ شمسی تقویم کا محرم عیسوی مہینہ مارچ کے بالمقابل ہوا کرتا تھا اور ذی الحجہ، فروری میں آیا کرتا تھا کیونکہ یکم ذی الحجہ 10ھ واقعی فروری میں تھا۔(۱۲) تخریج ملاحظہ ہو۔ ذی الحجہ سے پہلے کے گیارہ مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے سال 10ھ کو ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 10.916666 برآمد ہوئی۔ اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 632.16059 برآمد ہوا۔ یعنی رواں جیولین عیسوی سال 632 تھا۔ کسر اعشاریہ 16059. کو 366 سے ضرب دی تو حاصل ضرب 58.77 یعنی 59 سے اس سال کے دن برآمد ہوئے۔ 59واں دن 28 فروری برآمد ہوا۔ ان حضرات کی اس غلط فہمی کے اسباب درج ذیل ہیں۔

(۱) پہلا سبب

ان حضرات نے خطبہ کے الفاظ "یوم خلق السموات والارض" پر غور نہیں کیا۔ یہود و نصاریٰ اور ہنود و مجوس کا یہ خیال تھا کہ کائنات کی تخلیق اعتدال ربیعی Vernal Equinox کے دنوں میں ہوئی تھی۔ ابوریحان البیرونیؒ نے لکھا ہے کہ ایرانیوں کے خیال میں

نوعِ انسانی کے پہلے فرد کی تخلیق فروردین کے مہینہ میں موسم بہار میں ہوئی تھی۔ یہ بھی لکھا ہے کہ یہودیوں میں کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آفتاب کی تخلیق برج حمل کے پہلے درجہ میں ہوئی تھی۔ آفتاب برج حمل میں اعتدال ربیعی میں ہوا کرتا ہے۔(۲۲) نیز لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں ''کل جگ'' دور کی کل مدت چار لاکھ بتیس ہزار سال ہے اور اس دور کے آغاز کے وقت تمام سیارگان برج حمل میں تھے۔(۲۳)

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن میں کرسمس کے عنوان کے تحت مرقوم ہے کہ پیچیدہ حسابات کے ذریعہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کی تخلیق 25 مارچ کو ہوئی تھی۔(۲۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس امر کی توثیق فرمادی ہے کہ فی الواقع کائنات کی تخلیق اعتدال ربیعی یعنی مارچ میں ہوئی تھی، اور پہلا مہینہ محرم موسم بہار میں آیا تھا۔ طویل گردش زمانہ کے بعد اب محرم 11ھ کا مہینہ پھر موسم بہار میں آرہا تھا کیونکہ قمری مہینہ کوئی 33 سالوں کے دور میں تمام موسموں سے گزر جاتا ہے، یہ دور از سرِ نو آرہا تھا۔ اسی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمانہ گھوم پھر کر پھر اپنی اصل ہیئت پر آگیا ہے۔ یہ خیال ہرگز درست نہیں کہ قمری ذی الحجہ اور قمریہ شمسی ذی الحجہ اس سال اکٹھے ہوگئے تھے، بلکہ اس سال قمری ذی الحجہ قمریہ شمسی کے جمادی الاخریٰ کے مقابل تھا۔

(ب) دوسرا سبب

ان حضرات نے توقیتی تضادات اور دو یا دو سے زیادہ توقیت والے واقعات و حوادث پر گہری نظر نہ ڈالی اور سطحیت کا شکار ہوگئے۔ اگر محرم قمریہ شمسی کو مارچ کے بالمقابل لایا جائے تو توقیتی تضادات ہرگز دور نہیں ہوتے اور سیرت نگاروں کی بعض غزوات و سرایا کے متعلق موسمی صراحتیں بالکل الٹ ہو جاتی ہیں۔ مثلاً غزوۂ تبوک سے مراجعت موسم گرما میں رمضان / شوال 9ھ میں ہوئی۔ اگر محرم کا مہینہ مارچ کے مقابل ہو تو قمریہ شمسی رمضان اور شوال کے مہینے نومبر اور دسمبر میں آئیں گے۔ خالص قمری تقویم کو لیا جائے تو رمضان / شوال 9ھ کے مہینے دسمبر اور جنوری کے بالمقابل تھے، جیسا کہ اسی باب میں سطور گزشتہ میں حسابی تخریج سے ثابت کیا جاچکا ہے، پس روز روشن کی طرح یہ حقیقت کھل گئی کہ عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کا آغاز موسم خزاں سے ہوا کرتا تھا۔ تب ہی تو رمضان و شوال کے مہینے موسم گرما میں آئے۔

سریہ ذات السلال جمادی الاخریٰ 8ھ کا واقعہ ہے، جو سخت موسم سرما میں پیش آیا تھا۔(۲۵)اب اگر قمریہ شمسی محرم کو مارچ سے شمار کیا جائے تو جمادی الاخریٰ قمریہ شمسی اگست میں آئے گا۔ یہ جمادی الاخریٰ خالص قمری تقویم کا بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خالص قمری تقویم کے اعتبار سے یکم جمادی الاخریٰ 8ھ کی جیولین عیسوی تاریخ 25 ستمبر 629ء بر آمد ہو گی۔ جمادی الاخریٰ سے پہلے کے پانچ مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے ہجری سال 8 ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 8.4166666 بر آمد ہوئی۔ اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 629.73508 بر آمد ہوا یعنی رواں جیولین عیسوی سال 629 تھا۔ کسر اعشاریہ 73508. کو 365 سے ضرب دی تو حاصل ضرب سے 268.3 یعنی 268 دن بر آمد ہوئے۔ 268 واں دن 25 ستمبر بنتا ہے۔ یہ خزاں کا مہینہ ہے نہ کہ شدید موسم سرما کا۔ پس نا قابل تردید ثبوت مل گیا کہ سریہ ذات السلاسل کا یہ جمادی الاخریٰ قمریہ شمسی ہے اور محرم کو ستمبر سے شمار کرنے سے جمادی الاخریٰ کا مہینہ فروری میں آئے گا جو واقعی شدید سردی کا مہینہ ہے۔

فتح مکہ اور غزوہ حنین دونوں سخت موسم گرما کے واقعات ہیں چنانچہ طبقات ابن سعدؒ میں ہے کہ حنین کا دن سخت گرم تھا۔(۲۶) یہ دونوں غزوات بالترتیب رمضان اور شوال 8ھ کے واقعات ہیں۔ اگر محرم قمریہ شمسی مارچ کے مقابل ہوتا تو رمضان اور شوال کے مہینے نومبر اور دسمبر کے مقابل ہوں گے۔ خالص قمری تقویم کے اعتبار سے ہم ابھی ابھی مذکورہ بالا حسابی تخریج سے معلوم کر چکے ہیں کہ جمادی الاخریٰ 8ھ ستمبر کے مہینہ میں تھا پس رمضان اور شوال 8ھ بالترتیب دسمبر اور جنوری میں ہوں گے۔(۲۷) حالانکہ یہ غزوات موسم گرما کے ہیں۔ یہ چند مثالیں ہیں ورنہ تطبیقات کے باب میں اس طرح کی اور بھی متعدد مثالیں مل جائیں گی۔

فماذا بعدالحق الا الضٰلل،

(ج) تیسرا سبب

اس غلط فہمی کا تیسرا سبب یہ ہے کہ قمری تقویم کا تیسرا مہینہ ربیع الاول کا ہوتا ہے۔ ربیع موسم بہار کو کہتے ہیں، لہٰذا یہ سمجھ لیا گیا کہ عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کے ابتدائی مہینے موسم بہار میں ہوا کرتے تھے۔ گزشتہ سطور میں البیرونی کے حوالے سے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ عربوں کا

ربیع دراصل موسم خزاں میں ہوا کرتا تھا۔ نیز رمضان کا مادہ رمض سخت گرمی کو اور جمادی کا مادہ جمد سخت سردی کو ظاہر کرتا ہے، دورِ جاہلیت کی قمریہ شمسی تقویم کا رمضان سخت گرمی میں اور جمادی الاولیٰ و جمادی الاخریٰ کے مہینے سخت سردی میں تب ہی ممکن ہیں جبکہ قمریہ شمسی محرم کا آغاز موسم خزاں میں ہو۔ حسابی تخریجات کے علاوہ دیگر شواہد بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے متعلق ہم پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اس انسائیکلوپیڈیا کے مطابق دور جاہلیت کا محرم موسم خزاں میں اور رمضان موسم گرما میں ہوا کرتا تھا۔

مدنی دور کا رمضان

دور رسالت کا خالص قمری رمضان 2ھ سے 10ھ تک کے سالوں میں دسمبر جنوری، فروری اور مارچ کے مہینوں کے مقابل رہا۔(۲۸) یکم رمضان 2ھ کو جیولین عیسوی تقویم میں لانے کے لئے رمضان سے قبل کے آٹھ مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر انہیں 354 پر تقسیم کر کے سال 2ھ سے ملایا تو اعشاری تحویل 2.6666666 بر آمد ہوئی اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 624.15641 بر آمد ہوا، یعنی رواں سال عیسوی 624 تھا کسر اعشاریہ 15641. کو 366 سے ضرب دینے سے 57 دن بر آمد ہوئے۔ 57 واں دن 26 فروری ہوا۔ اسی طرح یکم رمضان المبارک 10ھ سے ایک دن پہلے تک کی اعشاری تحویل 10.666666 بر آمد ہوئی۔ اسے 970204. سے ضرب دے کر اس میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 631.91804 بر آمد ہوا۔ یعنی رواں عیسوی سال 631 تھا۔ کسر اعشاریہ 91804. کو 365 سے ضرب دی تو حاصل ضرب سے سال رواں کے 335 دن بر آمد ہوئے۔ 335 واں دن یکم دسمبر ہوا۔

غزوہ بدر اور فتح مکہ بالترتیب رمضان 2ھ اور رمضان 8ھ کے واقعات ہیں۔(۲۹) ہر دو غزوات میں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ حالت جہاد میں ہونے کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو افطار کرنا پڑا۔ گزشتہ صفحات میں ہم ابھی ابھی معلوم کر چکے ہیں کہ فتح مکہ کا رمضان قمریہ شمسی تھا اور یہ کہ فتح مکہ اور غزوہ حنین موسم گرما کے واقعات ہیں۔ یہی بات غزوہ بدر کی ہے کیونکہ بقول ابن خلدون غزوۂ بدر کے چھ ماہ بعد موسم سرما میں سریہ

زید بن حارثہ ربیع الاول 3ھ میں ہوا۔ (۳۰) اگر یہ ربیع الاول خالص قمری لیا جائے تو مہینہ اگست 624ء کا برآمد ہوگا۔ (۳۱) ربیع الاول سے پہلے کے دو قمری مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے سال 3ھ کو ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 3.1666666 برآمد ہوئی۔ اسے 970204 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 624.64151 برآمد ہوا۔ یعنی رواں عیسوی سال 624 تھا۔ کسر اعشاریہ 64151. کو 366 میں ضرب دینے سے سال رواں کے 234.79 یعنی 235 دن برآمد ہوئے۔ لیپ کے سال کا 235 واں دن 22 اگست ہوا۔ پس ثابت ہوا کہ سریہ زید بن حارثہ کا موسم سرما میں آنے والا یہ ربیع الاول قمری نہیں بلکہ قمریہ شمسی ہے، پس اس سے چھ ماہ قبل غزوۂ بدر کا رمضان موسم گرما کا قمریہ شمسی رمضان تھا۔ چونکہ ہر دو غزوات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ (۳۲) لہذا ثابت ہوا کہ آپ اور آپ کے مکی ساتھی یہ قمریہ شمسی تقویم مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھ لائے اور یہ کہ اس کی منسوخی سے پہلے کے سالوں میں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے روزے قمریہ شمسی مہینوں میں رکھے تھے۔ اگر آپ خالص قمری رمضان میں روزے رکھتے تو جیسا کہ گزشتہ سطور میں حسابی تخریج سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ خالص قمری رمضان 2ھ سے 10ھ تک جنوری فروری اور دسمبر کے مہینوں میں رہا، یوں مخالفین کو اس عتراض کا موقعہ ملتا کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے مدنی دور میں خود تو موسم سرما میں روزے رکھے لیکن بعد میں آنے والے مسلمانوں کو موسم گرما میں روزے رکھنے پڑے۔ غالباً اس قمریہ شمسی تقویم کی فوری منسوخی نہ ہونے کی وجہ بھی یہی تھی۔ نیز حجۃ الوداع کے سال تک اسلام جزیرہ نمائے عرب کے اطراف میں پھیل چکا تھا اور کفر مغلوب ہو چکا تھا، اس لئے قمریہ شمسی تقویم کی منسوخی اور نسی کی رسم بد کے استیصال کا یہ نہایت مناسب موقع تھا ورنہ اگر مدنی دور کے ابتدائی سالوں یا مکی دور میں اس تقویم کو منسوخ کیا جاتا تو قریش مکہ اور دیگر مشرک عرب قبائل اس تنسیخ کو نہ صرف قبول نہ کرتے بلکہ اس کا مذاق اڑاتے ہوئے قمریہ شمسی تقویم پر ڈٹے رہتے، اس طرح دو تقویمی التباس پھر بھی جاری رہتا۔ مزید برآں مدینہ کے نواح میں آباد یہودی قبائل بھی معترض ہوتے کیونکہ انہیں کی قمریہ شمسی تقویم کو عربوں نے قبول کر رکھا تھا۔ تقویم عبرانی تھی گو مہینے عربی تھے۔

روزے تو ہر سال کے فرض ہیں لیکن حج عمر بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے، جبکہ عمرہ

مسنون ہے، اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے لئے خالص قمری تقویم کو اختیار فرمایا۔ غزوۂ حدیبیہ، عمرۃ القضاء، حج ابی بکرؓ صدیق اور حجۃ الوداع یہ سب کے سب خالص قمری مہینوں میں ہوئے۔ حج ابی بکرؓ پہلے ہوا اور غزوہ تبوک بعد میں ہوا۔ غزوہ تبوک کی توقیت چونکہ قمریہ شمسی ہے اس لئے سیرت نگاروں نے دو تقویمی التباس کی وجہ سے غزوۂ تبوک کو مقدم اور حج ابی بکرؓ کو مؤخر سمجھ لیا۔ اگرچہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے روزے قمریہ شمسی رمضان میں رکھے۔ لیکن ان کا اجر یقیناً اصل رمضان المبارک میں روزے رکھنے کے برابر ملا۔ بعینہ جس طرح تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

جہاں تک لیلۃ القدر کا تعلق ہے تو اس کا ہمیشہ رمضان المبارک میں ہی ہونا ضروری نہیں بلکہ بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ رات سال کے کسی بھی مہینے میں ہو سکتی ہے۔ (۳۴)

(د) چوتھا سبب

اس غلط فہمی کا چوتھا سبب یہ ہے کہ احادیث عاشوراء سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ 10 محرم بنی اسرائیل کے لئے فرعون سے نجات کا دن ہے حالانکہ بائبل کی تصریحات اور یہودیوں کی عملی روایات کے مطابق بنی اسرائیل کا مصر سے خروج ماہ نیساں اور موسم بہار میں ہوا تھا۔ اس لئے ان حضرات نے عربوں کے قمریہ شمسی محرم کے متعلق یہ غلط نظریہ قائم کرلیا کہ یہ موسم بہار سے ہم آہنگ ہوا کرتا تھا۔ یہاں قابل غور امر یہ ہے کہ احادیث عاشوراء سے واضح ہے کہ مدینہ کے نواح میں آباد یہودی قبائل 10 محرم کا روزہ رکھتے تھے اور یہودی تقویم میں 10 تشری کا روزہ تو فرض اور نہایت اہم ہے لیکن 10 نیساں کا کوئی روزہ نہیں ہوتا، پس یہ 10 محرم یہودیوں کے 10 تشری کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ مسلمان ریاضی دان البیرونی نے بھی یہی لکھا ہے اور حسابی تخریجات و دیگر قرائن و شواہد بھی اسی کی تائید کرتے ہیں اور چونکہ تشری کا آغاز موسم خزاں میں ہوتا ہے اس لئے قمریہ شمسی محرم بھی موسم خزاں میں آیا کرتا تھا، لہٰذا مذکورہ بالا شبہ زائل ہو گیا۔

(4) ایک اہم اشکال کا ازالہ

مذکورہ بالا وضاحت کے باوجود یہ اشکال باقی ہے کہ جب فرعون سے نجات کا مہینہ یہودی روایات کے مطابق نیساں کا مہینہ ہے تو انہوں نے 10 تشری کے روزے کے متعلق یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ فرعون سے نجات کا دن ہے اور ان کے لئے یوم تشکر ہے۔ اس اشکال کا ازالہ درج ذیل امور کو سمجھنے پر موقوف ہے۔

ا۔ یہودیوں کی اصل تقویم خالص قمری تقویم تھی۔ (۳۴) جہاں یہودیوں نے اور دینی بدعات اور تحریفات کا ارتکاب کیا، انہوں نے خالص قمری تقویم میں رسم نسی کے ذریعہ تحریف کر کے اسے قمریہ شمسی تقویم بنا ڈالا، جس کی بنیاد چوتھی صدی عیسوی میں رکھی گئی، یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوئی 1600 سال کے بعد، موجودہ عبرانی تقویم ظہور پذیر ہوئی کیونکہ جیسا کہ آئندہ سطور سے معلوم ہوگا فرعون اور آل فرعون کے دریا میں غرق ہونے کا واقعہ کوئی تیرہویں صدی قبل مسیح کا ہے۔

(ب) یہودی سال کا آغاز نیساں سے کرتے تھے، ابتداء میں یہ مہینہ "ابیب" کے نام سے مشہور تھا اور بائیبل کی تصریحات کے مطابق اسی مہینہ میں بنی اسرائیل کا مصر سے خروج ہوا اور فرعون غرق ہوا۔ (۳۵)

(ج) چونکہ ابتداء میں عبرانی تقویم خالص قمری تقویم تھی اس لئے اس کے قمری مہینے تمام موسموں سے گزرتے تھے۔ چنانچہ بائیبل کے عہد نامہ جدید کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (یسوع مسیح) کی مفروضہ مصلوبیت ماہ نیساں میں یہودیوں کی عید الفسح سے تین روز قبل بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ اگلا دن سنیچر کا تھا۔ (۳۶)

مرجہ عبرانی تقویم میں نیساں کا مہینہ موسم بہار کے مارچ / اپریل کے مہینوں کے بالمقابل ہوتا ہے۔ لیکن ان دنوں سخت سردی تھی۔ پطرس حواری دوسرے لوگوں کے ساتھ آگ تاپ رہا تھا۔ (۳۷) اس سے ثابت ہوا کہ ان دنوں یہودیوں کا نیساں مارچ میں نہیں بلکہ موسم سرما میں آیا تھا۔ مارچ میں: فلسطینی علاقے میں اتنی سردی نہیں ہوتی کہ آگ تاپنے کی ضرورت پیش آئے۔ اگر موسم خلاف معمول سرد ہو گیا ہوتا تو اناجیل میں اس کا یقیناً تذکرہ ہونا چاہئے تھا۔

(د) قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ مفروضہ مصلوبیت مسیح کا یہ نیساں عربی خالص قمری تقویم کے محرم کے بالمقابل تھا۔ ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور رفع سماوی کی صحیح توقیت البیرونی نے کی ہے۔ البیرونی نے سال ولادت 304 سکندری اور رفع سماوی 336 سکندری بیان کیا ہے۔(۳۸) سکندری سال کا پہلا مہینہ تشرین اول جیولین عیسوی تقویم کے اکتوبر سے ہم آہنگ ہوا کرتا تھا۔ اس لئے اکتوبر سے پہلے کے مہینوں میں 311 اور اکتوبر سے دسمبر تک کے مہینوں میں 312 سال اگر سکندری تقویم کے سال سے کم کر دیئے جائیں تو عیسوی تقویم کے سال بر آمد ہوں گے۔ کیونکہ سن سکندری کا آغاز قبل مسیح سالوں میں یکم تشرین اول بمطابق یکم اکتوبر 312 قبل مسیح ہوا تھا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت 7 یا 8 قبل مسیح کی اور رفع سماوی 24 یا 25ء کا واقعہ ہے۔ خود عیسائی حضرات کو یہ امر مسلم ہے کہ موجودہ عیسوی تقویم کا آغاز ولادت مسیح کے صحیح سال سے نہیں ہوا۔(۳۹)

اب اگر ہم یکم دسمبر 24ء جیولین کو خالص قبل ہجرت قمری تقویم میں لائیں تو تاریخ 10 یا 11 محرم 616 قبل ہجرت بر آمد ہوتی ہے۔ یہ لیپ کا سال ہے یکم دسمبر سے پہلے تک کے 335 دنوں کو 366 پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کو 24 کے ساتھ ملایا جائے تو اعشاری تحویل 24.9153 بر آمد ہو گی۔ اسے قبل ہجرت قمری تقویم میں لانے کے لئے .970204 پر تقسیم کر کے حاصل قسمت سے 642.6557 کو تفریق کیا تو حاصل تفریق (616.97523-) بر آمد ہوا۔ یعنی منفی سمت میں سال 616 قبل ہجرت رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دی تو حاصل ضرب (11.70276-)=(12x .97523-) بر آمد ہوا، پس مثبت سمت میں مہینہ 12-11=1= محرم بر آمد ہوا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کرنے سے مثبت سمت میں تاریخ (-70276. x29.5+30.5=9.76=10 بر آمد ہوئی۔ پس مطلوبہ تاریخ 10 محرم 616 قبل ہجرت تھی۔ چونکہ عبرانی مہینہ نیساں کا تھا۔ لہذا اس تخریج سے عبرانی نیساں کے بالمقابل عربی محرم کا مہینہ بر آمد ہوا۔ یکم دسمبر 24ء جیولین کو دن جمعۃ المبارک تھا۔ (1.25x23 کا حاصل ضرب بحذف کسر)+336=364 دن ہوئے 364 کو 7 پر تقسیم کرنے سے تقسیم پوری ہو گئی، لہذا دن جمعہ تھا۔

(ہ) فرعون سے نجات کا عبرانی مہینہ نیساں (ابیب) تھا اور گڈ نیوز بائبل کے عہد نامہ

جدید کے آخر ملحق چارٹ میں اسے 1250-1210 قبل مسیح تقریباً کا واقعہ قرار دیا گیا ہے۔(۴۰) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے قصص القرآن میں فرعون (جس کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا) کا نام منفتاح اور اس کا دورِ حکومت 1292ق م سے 1225ق م تک بتایا ہے۔(۴۱)

بالفاظ دیگر فرعون 1225 قبل مسیح میں غرق ہوا۔ اگر یہ واقعہ 7اپریل 1225 قبل مسیح کو پیش آیا ہو تو قمری تاریخ 10 محرم 1903 قبل ہجرت بر آمد ہوتی ہے۔

6اپریل تک 96 دنوں کو 365 پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو منفی سمت کے 1225 سالوں سے تفریق کیا تو 7اپریل 1225 قبل مسیح کی اعشاری تحویل (-1224.737) بر آمد ہوئی۔ اسے قبل ہجرت کی قمری تقویم میں لانے کے لئے 970204. پر تقسیم کرکے حاصل قسمت سے 621.6247 کو تفریق کیا تو حاصل تفریق (-1903.9746) بر آمد ہوا۔ یعنی منفی سمت میں سال 1903 رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دی تو حاصل ضرب (-9746. 12x)=-11.6952 بر آمد ہوا یعنی مثبت سمت میں قمری مہینہ 12-11=1= محرم تھا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر ان میں 30.5 دن جمع کرنے سے مثبت سمت میں تاریخ (-6952. 29.5x)+30.5=9.99 یعنی 10 بر آمد ہوئی، پس مطلوبہ تاریخ 10 محرم 1903 قبل ہجرت ہے۔ اس تخریج سے بھی عبرانی نیساں کے بالمقابل عربی محرم بر آمد ہوا، تو چھ ماہ کے بعد ساتویں مہینے میں عبرانی تشری عربی رجب کے بالمقابل ہوا۔ یعنی نیساں موسم بہار میں اور تشری موسم خزاں میں آیا تھا۔

(د) فرعون سے نجات سے پہلے سال کے ساتویں مہینہ تشری کو بنی اسرائیل کے لئے توبہ واستغفار کا مہینہ قرار دیا گیا تھا اور اس کا دس تاریخ کا روزہ فرض کیا گیا تھا۔ فرعون سے نجات کے بعد انہیں بمطابق قرائن و شواہد 10 تشری کو توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ فرعون سے نجات کے واقعہ اور عظیم نعمت کو یاد کرنے اور تجدید شکر کا بھی حکم ملا۔ گو نیساں کا مہینہ بھی یہودیوں کے لئے عید و مسرت کا مہینہ قرار پایا، کیونکہ اسی مہینہ میں انہیں نجات حاصل ہوئی تھی۔ یہودیوں کے ہاں یکم تشری سے دس تشری تک کے دن توبہ، ندامت، دروں بینی، مراقبہ اور محاسبہ نفس کے دن ہیں۔(۴۲)

(ز) بنی اسرائیل کی تاریخ میں دوسرا اہم واقعہ طویل جلاوطنی کے بعد بابل سے یروشلم

(بیت المقدس) میں واپسی کا ہے۔ ان قافلوں کے ساتھ جب حضرت عزرا (عزیز علیہ السلام) بیت المقدس میں سال کے پانچویں مہینہ میں واپس آئے تو ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر شروع ہوچکی تھی۔ جس کا زمانہ گڈنیوز بائبل کے چارٹ کے مطابق 45-443 قبل مسیح کا ہے۔(۴۳) 17 اکتوبر 445 قبل مسیح کے بالمقابل قبل ہجرت قمری تقویم کی تاریخ 10 رجب 1099 ق ھ برآمد ہوتی ہے۔ 17 اکتوبر سے پہلے کے 289 دنوں کو 365 پر تقسیم کرکے نفی سمت کے عیسوی سال 445 سے تفریق کیا تو 17 اکتوبر 445 قبل مسیح کی اعشاری تحویل (-444.20822) برآمد ہوئی۔ اسے قمری تقویم میں لانے کے لئے .970204 پر تقسیم کرکے حاصل قسمت سے 641.6247 تفریق کرنے سے حاصل تفریق (-1099.475) برآمد ہوا یعنی سال 1099 قبل ہجرت رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دینے سے حاصل ضرب (-475. 12x)=-5.7 برآمد ہوا، یعنی مثبت سمت میں قمری مہینہ 12-5=7= رجب برآمد ہوا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کرنے سے تاریخ (-7. 29.5x)+30.5 سے 9.85 یعنی 10 برآمد ہوئی، پس مطلوبہ تاریخ 10 رجب 1099 قبل ہجرت ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اس دور میں عبرانی تقویم کا ساتواں مہینہ تشری جو عربی قمری تقویم کے ساتویں مہینہ رجب سے بالمقابل تھا۔ موسم خزاں میں آیا تھا پس عبرانی نیساں بمقابلہ عربی محرم موسم بہار میں آیا تھا۔

(ح) مذکورہ تخریجات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل کی تاریخ کے دو نہایت اہم واقعات یعنی بنی اسرائیل کے مصر سے اخراج کے دنوں میں اور حضرت عزیز علیہ السلام کی یروشلم (بیت المقدس) میں واپسی کے ایام میں اس دور کی عبرانی قمری تقویم کا ساتواں مہینہ تشری موسم خزاں میں آیا تھا اور پہلا مہینہ نیساں موسم بہار میں آیا تھا بعد میں جب یہودی یونانیوں کے محکوم ہوئے تو غالباً یونان کے تمدنی اثرات کو قبول کرتے ہوئے انہوں نے اپنی قمری تقویم میں تحریف کرکے اسے قمریہ شمسی تقویم بناتے ہوئے سن سکندری کی شمسی تقویم کی طرز پر موسم خزاں سے شروع کردیا۔(۴۴) اور چونکہ ان کی تاریخ کے مذکورہ بالا دونوں اہم واقعات میں خزاں کے بالمقابل تشری کا مہینہ آیا تھا لہذا انہوں: نے اپنے تمدنی سال Civil Year کا آغاز تشری سے کیا اور مذہبی سال کا آغاز نیساں سے محسوب کیا گیا۔ جو ان کی خالص قمری تقویم میں سال کا پہلا مہینہ ہوا

کرتا تھا۔ بعد میں جب عربوں نے اپنی قمریہ شمسی تقویم کا آغاز کیا تو انہوں نے بھی اس کے پہلے مہینہ محرم کو خزاں میں رکھا۔ یوں یہ قمریہ شمسی محرم یہودیوں کے تشری کے بالمقابل ہو گیا۔

قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے مصر سے خروج کے وقت عربی قمری تقویم کی تاریخ 10 محرم تھی جو ان دنوں گو 10 نیساں کے بالمقابل تھی۔ مگر دور جاہلیت اور دور رسالت میں عربوں کی قمریہ شمسی تقویم کا 10 محرم بعد میں وقوع پذیر مذکورہ صورت حال کی بنا پر 10 تشری کے بالمقابل آ گیا۔

تضادات

تحویلات اور ان کے متعلقات سے باخبر ہونے اور دورِ جاہلیت کے عرب معاشرے پر عبرانی تقویم کے اثرات اور ان کے نتیجہ میں عربوں کی قمریہ شمسی تقویم سے متعارف ہونے کے بعد توقیتی تضادات کو سمجھنا نہایت آسان ہے۔ سیرتِ طیبہ کے چند واقعات، غزوات و سرایا کا انتخاب ان توقیتی تضادات کی نوعیت کی جانب توجہ مبذول کرانے کے لئے کیا گیا ہے ورنہ اس طرح کے واقعات و حوادث کا یہاں احاطہ و استیعاب مقصود نہیں ہے۔ یہ تضادات مختلف نوعیت کے ہیں۔ بعض واقعات مبینہ موسمی صراحتوں سے مطابقت نہیں رکھتے اور بعض کی توقیت اس وقت کے سماجی و معاشرتی حالات سے ہم آہنگ نہیں۔ کچھ واقعات کی دو یا دو سے بھی زیادہ توقیتیں ہیں۔ بعض واقعات و حوادث کی قمری تواریخ اور مہینوں کے ساتھ سیرت نگاروں کے بیان کردہ ایام ہفتہ حسابی تخریج سے بالکل غلط ثابت ہوتے ہیں۔ ریاضی و تقویم کے علوم سے واقف شخص اس صورت حال سے الجھن کا شکار ہوتا ہے اور سہل پسند حضرات ان توقیتی تضادات کو معمولی سمجھ کر نظرانداز کرنے کے عادی ہیں۔ اگر ان تضادات کو عربوں کے ضعفِ حافظہ پر محمول کیا جائے تو معاملہ اور بھی نازک صورت اختیار کرتا ہے کیونکہ عربوں کی قوتِ حافظہ تو ضرب المثل رہی ہے نیز ایک زبردست اشکال یہ بھی پیدا ہوگا کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کے یوم وصال تک کو یاد نہ رکھ سکے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث کو آئندہ نسلوں تک کیسے صحیح صورت میں منتقل کیا ہوگا۔ لہٰذا راقم الحروف نے مقالہ ہذا کے ذریعہ اس اہم دینی ضرورت کو پورا کرنے کی عاجزانہ کوشش کی ہے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم

سے اسے سعی مشکور بنا دے۔ بہر حال امثلہ ملاحظہ ہوں۔ چونکہ اس بات میں مذکورہ تاریخی واقعات کا تطبیقات کے باب میں اعادہ ہوگا لہٰذا ان کے متعلق حواشی اور کتبِ سیرت سے متعلقہ حوالہ جات تطبیقات کے باب کے ساتھ ہی ملحق کئے جائیں گے تاکہ غیر ضروری تکرار سے بچا جا سکے۔

(1) واقعۂ ہجرت

تقریباً سب سیرت نگاروں نے واقعہ ہجرت میں ورود قبا کی تاریخ 12 ربیع الاول بروز سوموار بیان کی ہے۔ لیکن خالص قمری تقویم کے اعتبار سے 12 ربیع الاول 1ھ کو سوموار کی بجائے جمعہ کا دن برآمد ہوتا ہے۔ (1.530588x2)+11=14.06 یعنی 14 دن، انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی کچھ نہ بچا لہٰذا مبادیات میں بیان کردہ قواعد کے مطابق دن جمعہ برآمد ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ متاخرین نے ورود قبا کی تاریخ 8 ربیع الاول بیان کی ہے۔ سیرت نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوتے وقت سیدنا حضرت علیؓ کو بعض ضروری امور کی تکمیل کے لئے مکہ ہی میں چھوڑا تھا اور حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر چادر اوڑھ کر سوئے تھے۔ حالانکہ قمری تقویم کے مطابق ربیع الاول 1ھ کے بالمقابل ستمبر کا مہینہ تھا کیونکہ گزشتہ ابواب کے مباحث سے یکم محرم 1ھ کا 16 جولائی 622ء جیولین کے مطابق ہونا بخوبی ثابت ہو چکا ہے لہٰذا قمری سال کا تیسرا مہینہ ربیع الاول ستمبر کے بالمقابل ہوا۔ مکہ مکرمہ کی گرم آب و ہوا میں ستمبر کے مہینہ میں کمرے کے اندر چادر اوڑھ کر سونا قرین فہم نہیں۔ اس لئے یہ توقیت موسمی حالات سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔

(2) غزوہ بواط

اس غزوہ سے مراجعت کی تاریخ ابن حبیب بغدادی نے 20 ربیع الاول 2ھ بروز سوموار لکھی ہے حالانکہ حسابی تخریج سے بدھ کا دن برآمد ہوتا ہے۔

(1.530588x2)+(4.36706x1)+19=26.42=26 دن

انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 5 برآمد ہوا۔ ہفتہ سے شمار کیا تو پانچواں دن بدھ ہوا۔

(3) غزوہ بدر

غزوۂ بدر کا دن بقول ابن سعدؒ سخت گرم تھا یہ غزوہ رمضان 2ھ میں ہوا۔ روانگی 10 رمضان کو ہوئی۔ گزشتہ باب میں بیان کیا جاچکا ہے کہ یکم رمضان 2ھ جیولین عیسوی تاریخ بمطابق حسابی تخریج 26 فروری 624ء تھی تو 10 رمضان کو عیسوی تاریخ 6 مارچ ہوئی۔ فروری سردی کا اور مارچ موسم بہار کا مہینہ ہے۔

(4) سریہ سالم بن عمیر

اس میں ابوعفک یہودی قتل کیا گیا تھا۔ بقول ابن سعد یہ اوائل شوال 2ھ موسم گرما کا واقعہ ہے لیکن حسابی تخریج سے بہار کا موسم برآمد ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے کہ رمضان 2ھ کو جیولین عیسوی تاریخ 26 فروری 624ء تھی پس شوال کا مہینہ مارچ میں آیا تھا۔

(5) غزوہ قرقرۃ الکدر

بقول ابن حبیب بغدادی یہ یکم شوال 2ھ بروز جمعہ کا واقعہ ہے لیکن حسابی تخریج سے دن جمعہ کی بجائے منگل برآمد ہوتا ہے۔

(4.36706x1)+(1.530588x9)=18.14=18 دن، انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 4 برآمد ہوا۔ ہفتہ سے شمار کریں تو چوتھا دن منگل ہوا۔

(6) غزوہ بنی قینقاع

اس غزوہ کی تاریخ بقول ابن سعد و واقدی 15 شوال 2ھ بروز ہفتہ ہے لیکن حسابی تخریج سے دن منگل کا برآمد ہوتا ہے۔ اوپر غزوہ قرقرۃ الکدر میں بیان کیا جاچکا ہے کہ یکم شوال 2ھ قمری کو منگل تھا پس 15 شوال 2ھ قمری کو بھی منگل ہی کا دن ہوا۔ ابن حبیب بغدادی نے اس غزوہ کی تاریخ 7 صفر 3ھ بروز اتوار بیان کی ہے اور ابن سعد اور واقدی نے غزوہ سے مراجعت کی تاریخ یکم ذی قعدہ 2ھ بیان کی ہے۔

(7) سریہ زید بن حارثہ

بقول ابن خلدون یہ سریہ غزوہ بدر سے چھ ماہ بعد موسم سرما کا واقعہ ہے۔ چنانچہ ابن

اسحٰق نے اسے ربیع الاول 3ھ کا واقعہ قرار دیا ہے لیکن حسابی تخریج سے یکم ربیع الاول 3ھ کو جیولین عیسوی تاریخ 22 اگست 624ء برآمد ہوتی ہے جیسا کہ گزشتہ باب میں یہ حسابی تخریج مذکور ہو چکی ہے۔ ابن سعدؒ نے اسے اوائل جمادی الاخری 3ھ کا واقعہ قرار دیا ہے۔

(8) نکاح ام کلثومؓ

بقول واقدی یہ نکاح ربیع الاول 3ھ میں ہوا مگر رخصتی جمادی الآخری 3ھ میں ہوئی۔ رخصتی میں یہ تاخیر قرین فہم نہیں۔

(9) مہم رجیع

بقول ابن سعد یہ اوائل صفر 3ھ کا واقعہ ہے اور حضرت خبیبؓ کو سولی حرمت کے مہینے ختم ہونے کے بعد دی گئی۔ حالانکہ حرمت کا مہینہ رجب 3ھ کئی ماہ بعد آرہا تھا تو قریش مکہ نے کون سے اشہر حرم کا اور کیوں خیال کیا؟ اس کے برعکس ابن اسحٰق نے یہ واقعہ آخر شوال 3ھ کا بیان کیا ہے۔

(10) غزوۂ حدیبیہ

یکم ذی قعدہ 6 ہجری بروز سوموار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی مدینہ منورہ سے عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تاکہ قریش مکہ سے مڈبھیڑ نہ ہو، حالانکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا قریش مکہ کے نزدیک بدترین گناہ بلکہ ماں سے بدکاری سے بھی بڑھ کر گناہ تھا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ کو بلاوجہ مشتعل کر رہے تھے۔ عمرہ تو کسی بھی مہینہ میں کیا جاسکتا تھا۔ یوں ذی قعدہ کو عمرہ کے لئے منتخب کرنا اس زمانہ کے حالات سے قطعاً ہم آہنگ نہیں۔

(11) غزوۂ بدر الموعد

بقول واقدی وابن سعد یکم ذی قعدہ 4ھ کا اور بقول ابن حبیب یکم شعبان 4ھ کا اور بقول ابن ہشام شعبان 4ھ کا واقعہ ہے۔

(12) غزوۂ خیبر

بقول واقدی و ابن سعد یکم جمادی الاولیٰ 7ھ کا اور بقول ابن ہشام محرم 7ھ کا واقعہ ہے۔

(13) سریہ ذات السلاسل

بقول مؤرخین جمادی الاخریٰ 8ھ کا سخت موسم سرما کا واقعہ ہے چنانچہ اس سریہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غسل کی حاجت ہوئی تو سخت سردی کی وجہ سے تیمم پر اکتفا کیا۔ لیکن حسابی تخریج سے یکم جمادی الاخریٰ 25 ستمبر 629ء جیولین کا واقعہ ہے جیسا کہ گزشتہ باب میں تخریج سے واضح کیا جاچکا ہے۔

(14) فتح مکہ

فتح مکہ کے لئے روانگی رمضان 8ھ کی بیان جاتی ہے اس کے بعد غزوہ حنین کے لئے روانگی بقول ابن سعد 8 شوال 8ھ کو بروز ہفتہ ہوئی اور یہ شدید گرم دن تھا مگر جیسا کہ گزشتہ باب کے مباحث میں مذکور ہے خالص قمری تقویم کے اعتبار سے سال 8ھ میں رمضان اور شوال کے مہینے بالترتیب دسمبر 629ء اور جنوری 630ء کے بالمقابل تھے۔

(15) غزوۂ تبوک

یہ غزوہ قرآنی تصریح کے مطابق سخت موسم گرما کا واقعہ ہے۔ سیرت نگاروں کے مطابق اس غزوہ کے لئے روانگی یکم رجب 9ھ اور مراجعت رمضان یا شوال 9ھ کو ہوئی یہ سخت گرمی کا موسم تھا۔ کھجوروں کی فصل پکی ہوئی تھی لیکن حسابی تخریج سے رجب 9ھ سے شوال 9ھ تک کے مہینے موسم سرما کے برآمد ہوتے ہیں جیسا کہ گزشتہ باب کے مباحث میں حسابی تخریج سے واضح کیا جاچکا ہے رمضان / شوال 9ھ بالترتیب دسمبر 630ء اور جنوری 631ء کے مہینے ہیں۔ نہ ہی یہ گرمی کے مہینے ہیں اور نہ ان میں کھجوروں کی فصل پکتی ہے۔

(16) رسول اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ

مشہور تاریخ 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت بروز سوموار ہے۔ حالانکہ اس تاریخ کو سوموار کا نہیں بلکہ جمعہ کا دن برآمد ہوتا ہے۔

(-4.36706x53)+(1.530588x2)+11=-217.3=-217 دن، انہی سات پر تقسیم کرنے سے منفی سمت میں باقی ماندہ کچھ بھی نہیں تقسیم پوری ہو جاتی ہے پس دن جمعہ ہوا کیونکہ منفی سمت میں پہلا ہجری دن جمعرات کا ہے۔ جمعرات سے معکوس سمت میں ساتواں دن جمعہ کا بر آمد ہوا۔

(17) معراج نبوی ﷺ

بقول ابن سعد یہ رمضان کا واقعہ ہے جبکہ مشہور قول رجب کا ہے۔

(18) وصال نبوی ﷺ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی مشہور تاریخ 12 ربیع الاول 11ھ بروز سوموار ہے۔ 9 ذی الحجہ 10ھ کو بالاتفاق جمعہ تھا۔ لہذا حافظہ ابن حجر عسقلانی و دیگر بعض حضرات کے نزدیک یہ توقیت بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ ذی الحجہ اور محرم و صفر کے مہینوں کو خواہ 29 دن کا لیا جائے یا 30 دن کا لیا جائے یا یہ ملے جلے 29 اور 30 دن کے لئے جائیں کسی بھی صورت میں 12 ربیع الاول کو سوموار کا دن بر آمد نہیں ہوتا۔ انہوں نے تاریخ 2 ربیع الاول 11ھ بروز سوموار بیان کی ہے لیکن 2 ربیع الاول کو سوموار نہیں بلکہ جمعرات کا دن بر آمد ہوتا ہے۔

(4.36706x10)+(1.530588x2)+1=47.73=48 دن ہوئے انہیں 7 پر تقسیم کرنے سے 6 باقی بچے۔ ہفتہ سے مثبت سمت میں چھٹا دن جمعرات کا بر آمد ہوا۔

تطبیقات

تطبیقی جداول

گزشتہ ابواب کے مباحث سے یہ حقیقت الم نشرح ہو چکی ہے کہ عربوں کی تقویم قمری کے علاوہ قمریہ شمسی بھی تھی جو عبرانی قمریہ شمسی تقویم کے مطابق تھی صرف مہینوں کے نام عربی تھے۔ اس قمریہ شمسی تقویم میں عبرانی تشری کی طرح محرم کا مہینہ اواخر اگست سے اواخر ستمبر کی درمیانی تواریخ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ توقیتی تضادات کے ازالہ کے لئے ہم اس باب میں

حسبِ ضرورت توقیتی جداول اس طرح تیار کریں گے کہ عیسوی تقویم (جیولین) کی یکم ستمبر کے بالمقابل قمری تاریخ برآمد کر کے متعلقہ سالوں میں قمریہ شمسی محرم کا تعین کریں گے اور قمریہ شمسی تقویم کے بالمقابل خالص قمری تقویم، جیولین عیسوی تقویم اور عبرانی تقویم لائیں گے۔ یکم محرم قمریہ شمسی کا دن معلوم کریں گے اور جداول میں ایامِ ہفتہ بھی درج کریں گے۔ ان تخریجات کی صحت کو یقینی بنانے اور قارئین کرام کے اطمینان کے لئے گرین وچ کی برطانوی رصدگاہ سے حاصل کردہ اوقات قران معہ تواریخ قران بھی پیش کریں گے۔ یہ اوقات قران بغداد کے معیاری وقت کے مطابق ہیں۔(۱)

ایامِ ہفتہ کے متعلق یہ امر ذہن نشین ہونا چاہیے کہ اگر قمری مہینہ 29 دن کا ہو تو اگلے قمری ماہ کی یکم کو ایام ہفتہ میں ایک دن کا اضافہ ہوگا۔ اگر قمری مہینہ 30 دن کا ہوا تو اگلے قمری ماہ کی یکم کو ایاّم ہفتہ میں دو دن کا اضافہ ہوگا مثلاً یکم محرم کو جمعہ ہو اور محرم 29 دن کا ہو تو یکم صفر کو ہفتہ ہوگا اور اگر محرم 30 دن کا ہو تو یکم صفر کو اتوار ہوگا۔ ہم قمریہ شمسی تقویم میں کبیسہ کا مہینہ اکثر و بیشتر محرم کو مکرر کر کے لائیں گے لیکن عبرانی تقویم میں کبیسہ کا مہینہ متعلقہ مکبوس سالوں میں ڈالنے کے لئے دور حاضر کے دستور کے مطابق ادار کے مہینہ کو مکرر کر کے لائیں گے۔

(2) عبرانی سال 4383 خلیقہ (19 سالہ دور کے لحاظ سے 231 ویں دور کا تیرہواں اور غیر مکبوس سال) بمطابق 1ھ قمریہ شمسی، 1ھ قمری، 622-23ء جیولین

یکم ستمبر 622 = (243 تقسیم 365 + 622) تقسیم

.63044,1.63044=12x.13587, `1.135 7=640.6526-.970204

29.5x=18.59=19 یعنی 19 صفر 1ھ قمری۔ پس اگلے مہینہ ربیع الاول کا آغاز 19-32=13 ستمبر سے ہوا وقت قران مؤرخہ 11 ستمبر 622ء بوقت 3-27 تھا پس 12 ستمبر کو غروب شمس کے بعد چاند نظر آیا اور 13 ستمبر کو قمری تاریخ یکم ربیع الاول اور قمریہ شمسی تاریخ یکم محرم 1ھ برآمد ہوئی بلحاظ رؤیت ہلال عبرانی تاریخ یکم تشری 4383 خلیقہ و بلحاظ ولادت قمر 3 تشری تھی 13 ستمبر کا دن = (1.25x621 کا حاصل ضرب بحذف کسر) +256=1032،

سات پر تقسیم سے باقی ماندہ=3=سوموار۔(۲)

جیولین عیسوی تواریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
13 ستمبر 622ء سوموار	تشری 4383 خلیقہ	محرم 1ھ	ربیع الاول 1ھ	11 ستمبر	3-27
12 اکتوبر منگل	حشواں	صفر	ربیع الثانی	10 اکتوبر	12-44
11 نومبر جمعرات	کسلیو	ربیع الاول	جمادی الاولیٰ	8 نومبر	22-43

ہجرت مدینہ

سیرت نگاروں نے ورودِ قبا کی تاریخ 12 ربیع الاول بروز سوموار بیان کی ہے۔(۳) مذکورہ جدول میں یکم ربیع الاول قمریہ شمسی کا دن جمعرات ہے، پس 12 ربیع الاول کو ٹھیک سوموار تھا۔ عیسوی مہینہ نومبر کا ہے جو موسم سرما کا مہینہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر چادر اوڑھ کر سونا یا لیٹنا(۴) موسمی تقاضے کے عین مطابق ہے۔لہذا تمام اشکالات اور تضادات رفع ہوگئے اور ثابت ہوگیا کہ واقعہ ہجرت کا ربیع الاول قمریہ شمسی تھا جس کے مقابل خالص قمری مہینہ جمادی الاولی کا تھا۔ عیسوی تاریخ بمطابق 12 ربیع الاول قمریہ شمسی 22 نومبر 622ء تھی کیونکہ یکم ربیع الاول کے بالمقابل عیسوی تاریخ 11 نومبر 622ء ہے۔

(3) عبرانی سال 4384 خلیقہ (231ویں دور کا چودھواں اور مکبوس سال)

بمطابق 2 ہجری قمریہ شمسی، 3-2 ہجری قمری، 24-623 عیسوی جیولین

یکم ستمبر 623ء=30 صفر 2 ہجری قمری کیونکہ یکم ستمبر 622 کے بالمقابل قمری تاریخ 19 تھی لہذا اگلے سال اس میں 11 دن اضافہ ہوا۔ پس اگلے ماہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ 32-30=2 ستمبر، وقت قران 11-17 بمورخہ 31 اگست 623 تھا پس یکم ستمبر کو غروب شمس کے بعد چاند نظر آیا اور 2 ستمبر 623ء کو ربیع الاول 2ھ قمری کی اور محرم قمریہ شمسی کی پہلی

تاریخ ہوئی۔ 2 ستمبر 623ء کا دن = (622x1.25 کا حاصل ضرب بحذف کسر)+245=1022، چونکہ 1022 کی 7 پر تقسیم پوری ہو جاتی ہے لہذا دن جمعۃ المبارک ہوا۔(۵)

جیولین عیسوی تاریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
2ستمبر623ءجمعہ	تشری	محرم2ھ	ربیع الاول2ھ	31اگست	17-11
2اکتوبراتوار	حشواں	محرم کبیسہ	ربیع الثانی	30ستمبر	4-02
31اکتوبرسوموار	کسلیو	صفر	جمادی1	29اکتوبر	14-30
30نومبربدھ	تبت	ربیع الاول	جمادی2	28نومبر	1-06
29دسمبرجمعرات	شباط	ربیع الثانی	رجب	27دسمبر	12-04
28جنوری624ءہفتہ	ادار	جمادی1	شعبان	25جنوری	22-23
26فروری اتوار	ادار کبیسہ	جمادی2	رمضان	24فروری	11-02
26مارچ624ءسوموار	نیساں	رجب2ھ	شوال2ھ	24مارچ	23-16
25اپریل بدھ	ایار	شعبان	ذی قعدہ	23اپریل	12-26
25مئی جمعہ	سیواں	رمضان	ذی الحجہ	23مئی	4-46
23جون ہفتہ	تموز	شوال	محرم3ھ	21جون	12-02
23جولائی سوموار	آب	ذی قعدہ	صفر	21جولائی	9-31
22اگست بدھ	ایلول	ذی الحجہ	ربیع الاول	20اگست	0-30

(ا) غزوۂ بواط

ابن حبیب بغدادی نے اس غزوہ سے مراجعت کی تاریخ 20ربیع الاول 2ہجری بروز سوموار لکھی ہے۔(٦) جدول سے معلوم ہو گا کہ یکم ربیع الاول قمریہ شمسی کو بدھ تھا، پس 20ربیع الاول 2ھ قمریہ شمسی کو ٹھیک سوموار ہی کا دن بر آمد ہوا۔ اس کے مقابل قمری مہینہ جمادی الاخریٰ کا ہے۔

یکم ربیع الاول 2ھ قمریہ شمسی کو عیسوی تاریخ 30نومبر 632ء ہے۔ پس 20ربیع الاول کو عیسوی تاریخ 19دسمبر 623ء تھی۔ پس اس غزوہ کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں ہوئی ہے۔

(ب) غزوۂ بدر

گزشتہ باب کے مباحث سے یہ بخوبی واضح ہوچکا ہے کہ غزوۂ بدر، غزوۂ فتح مکہ اور غزوۂ تبوک سب میں رمضان کا مہینہ قمریہ شمسی ہے۔اس غزوہ کی تاریخ 17رمضان المبارک 2ھ بروز جمعۃ المبارک بیان کی گئی ہے۔(۷) نیز یہ موسم گرما کا واقعہ ہے۔ جدول میں قمری رمضان موسم سرماو آغازِ بہار کے بالمقابل ہے۔ نیز قمری رمضان کی 17 تاریخ کودن منگل برآمد ہوتاہے کیونکہ یکم رمضان قمری کواتوار تھا۔(۸) تاہم قمریہ شمسی رمضان میں بھی 17رمضان کو جمعہ کی بجائے اتوار کادن برآمد ہوتاہے۔اگر قمریہ شمسی تقویم میں کبیسہ کامہینہ محرم کے بعد نہ ڈالا جائے تو قمریہ شمسی رمضان 25اپریل 624ء بروز بدھ کے مقابل ہوگااور 17رمضان کو ٹھیک جمعہ کا ہی دن ہوگا۔اس صورت میں کبیسہ کا مہینہ شوال کو مکرر کر کے لایا جائے تو اصل شوال قمریہ شمسی 25مئی 624ء بروز جمعہ کے مقابل ہوگا چنانچہ غزوۂ قرقرۃالکدر کی تاریخ ابن حبیب نے یکم شوال 2ھ بروز جمعہ لکھی ہے۔اور اگر کبیسہ والا شوال لیا جائے تو یکم شوال (کبیسہ) 2ھ قمریہ شمسی 23جون 624ء بروز ہفتہ کے مقابل ہوگا۔ چنانچہ غزوۂ بنی قینقاع کی تاریخ بقول واقدی وابن سعد 15شوال 2ھ بروز ہفتہ ہے۔(۹) یکم شوال قمریہ شمسی کو ہفتہ ہو تو 15شوال کو بھی ہفتہ ہی ہوگا۔یوں رمضان و شوال کے مہینوں کے غزوات کے توقیتی تضادات بالکل دور ہو جاتے ہیں جبکہ کبیسہ کامہینہ محرم کی بجائے شوال کو مکرر کر کے لایاجائے۔ لیکن باقی غزوات وسرایا کے توقیتی تضادات تب دور ہوتے ہیں، جبکہ کبیسہ کا مہینہ محرم کے بعد ڈالا جائے اور مذکورہ جدول اسی کے مطابق تیار کی گئی ہے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان نے ایٹمی دھماکہ 28 مئی 1988ء گریگورین بمطابق یکم صفر 1419ھ کو کیا تھا۔ یہاں جدول پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ دور نبوی ﷺ میں 2ہجری میں اگر کبیسہ کامہینہ محرم کے بعد نہ ڈالا جائے بلکہ شوال کو مکرر لایاجائے تو یکم شوال 2ھ قمریہ شمسی یعنی عید الفطر کے بالمقابل جیولین عیسوی تاریخ 25 مئی 624ء بنتی ہے۔ جس کی گریگورین تاریخ 28 مئی 624ء بنتی ہے۔اگر کبیسہ کا مہینہ محرم کو مکرر کر کے لایا

جائے تو اس عیسوی تاریخ کو یکم رمضان 2ھ قمریہ شمسی تھی اور گزشتہ باب میں ہم نہایت قوی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ دور رسالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اصحابؓ نے روزے قمریہ شمسی رمضان میں رکھے تھے پس عید الفطر بھی قمریہ شمسی تقویم کے مطابق تھی۔ یہ صورت حال بحمد اللہ ہمارے ملک کے لئے نیک فال ہے۔ مذکورہ بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غالباً قریش مکہ سے مخاصمت کی بنا پر کبیسہ کے تعین میں بھی اختلاف پیدا ہو جاتا تھا۔

(ج) غزوۂ قرۃ الکدر

بقول ابن حبیب یہ یکم شوال 2ھ کا واقعہ ہے۔ دن جمعہ تھا۔ جبکہ ابن سعد اور واقدی نے اسے نصف محرم 3ھ کا واقعہ قرار دیا ہے۔ (۱۰) جدول سے معلوم ہوگا کہ قمریہ شمسی شوال کے بالمقابل خالص قمری مہینہ محرم 3ھ کا ہے۔ پس ابن حبیب کی توقیت قمریہ شمسی تقویم کی اور ابن سعد اور واقدی کی توقیت خالص قمری توقیت کی ہے۔ ابن سعد اور واقدی نے نصف محرم 3ھ کا واقعہ قرار دیا ہے ممکن ہے اس غزوہ سے مراجعت کی تاریخ ہو۔

سریہ سالم بن عمیر

بقول ابن سعد یہ اوائل شوال 2ھ موسم گرما کا واقعہ ہے۔ (۱۱) جدول سے معلوم ہوگا کہ موسم گرما کے بالمقابل قمریہ شمسی شوال ہے پس یقیناً یہ توقیت قمریہ شمسی ہے۔

(ھ) غزوہ بنی قینقاع

بقول واقدی و ابن سعد یہ 15 شوال 2ھ بروز ہفتہ کا واقعہ ہے۔ ابن حبیب بغدادی نے اس کی تاریخ 7 صفر بروز اتوار بیان کی ہے۔ (۱۲) جدول سے معلوم ہوگا کہ یکم شوال قمریہ شمسی کو ہفتہ تھا، پس 15 شوال کو بھی ہفتہ ہوا، لہٰذا یہ توقیت یقیناً قمریہ شمسی ہے۔ جدول سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ خالص قمری تقویم کے صفر 3ھ کی پہلی تاریخ کو سوموار تھا، لہٰذا 7 صفر کو ٹھیک اتوار ہی کا دن بنتا ہے۔ پس ابن حبیب کی توقیت خالص قمری توقیت ہے۔ ابن حبیب نے غالباً یہود کی جلاوطنی کی تاریخ لکھ دی ہے۔ ابن سعد اور واقدی نے مراجعت کی تاریخ یکم ذی قعدہ بیان کی ہے۔ جدول سے معلوم ہوگا کہ یکم ذی قعدہ 2ھ قمریہ شمسی کے بالمقابل خالص قمری مہینہ صفر ہی کا ہے۔

(4) عبرانی سال 4385 خلیقہ (231ویں دور کا پندرھواں اور غیر مکبوس سال) بمطابق 3ہجری قمریہ شمسی، 4-3ہجری قمری، 25-624 جیولین عیسوی،
یکم ستمبر 624ء = (244 تقسیم 624+366) تقسیم 970204. -
=29.5x.37876, 2.37876=12x.19823, 3.19823=640.6526
11.17=11 یعنی 11 ربیع الاول 3ھ قمری۔ پس یکم ربیع الثانی قمری=32-11=21 ستمبر 624ء۔وقت قران 36-14 بمؤرخہ 18 ستمبر، پس یکم ربیع الثانی کے بالمقابل صحیح عیسوی تاریخ 20 ستمبر 624ء، 20 ستمبر 624ء کا دن =(1.25x623 کا حاصل ضرب بحذف کسر)+ 1042=264دن
انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 6 ہوا، پس ہفتہ سے شمار کرنے پر چھٹا دن جمعرات ہوا۔ (۱۳)

جیولین عیسوی تاریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
20 ستمبر 624ء جیولین جمعرات	تشری	محرم 3ھ	ربیع الثانی 3ھ	18 ستمبر	14-36
20 اکتوبر ہفتہ	حشواں	صفر	جمادی الاولیٰ	18 اکتوبر	3-47
18 نومبر اتوار	کسلیو	ربیع 1	جمادی 2	16 نومبر	16-12
18 دسمبر منگل	تبت	ربیع 2	رجب	16 دسمبر	3-50
17 جنوری 625ء جمعرات	شباط	جمادی 1	شعبان	14 جنری	14-36
15 فروری جمعہ	ادار	جمادی 2	رمضان	13 فروری	0-34
16 مارچ ہفتہ	نیساں	رجب	شوال	14 مارچ	10-11
15 اپریل سوموار	ایار	شعبان	ذی قعدہ	12 اپریل	20-08
14 مئی منگل	سیواں	رمضان	ذی الحجہ	12 مئی	7-11

13جون جمعرات	تموز	شوال	محرم4ھ	10جون	19-49
12جولائی جمعہ	آب	ذی قعدہ	صفر	10جولائی	10-06
11اگست اتوار	ایلول	ذی الحجہ	ربیع الاول	9اگست	10-42

(الف) سریہ زید بن حارثہ

بقول ابن سعد یہ اوائل جمای الاخرئ 3ھ اور بقول ابن اسحٰق ربیع الاول 3ھ کا واقعہ ہے۔ بقول ابن خلدون یہ سریہ غزوۂ بدر سے چھ ماہ بعد موسم سرما میں ہوا۔(۱۴) جدول سے معلوم ہو گا کہ ربیع الاول قمریہ شمسی کے مقابل خالص قمری مہینہ جمادی الاخریٰ کا ہے اور عیسوی مہینہ نومبر کا ہے، جو موسم سرما کا مہینہ ہے، پس ابن سعد کی توقیت خالص قمری ہے اور ابن اسحٰق اور ابن خلدون کی توقیت قمریہ شمسی ہے۔ چونکہ غزوۂ بدر اس سے چھ ماہ قبل ہوا تھا پس غزوۂ بدر کا رمضان قمریہ شمسی ہے جو موسم گرما کے بالمقابل ہے۔

(ب) نکاح ام کلثومؓ

بقول واقدی نکاح ربیع الاول 3ھ اور رخصتی جمادی الاخریٰ 3ھ کی ہے۔(۱۵) لیکن یہ دو تقویمی التباس ہے، ربیع الاول کا مہینہ قمریہ شمسی ہے۔ جس کے بالمقابل جدول میں خالص قمری مہینہ جمادی الاخریٰ کا ہے، پس نکاح اور رخصتی کا ایک ہی مہینہ ہے۔

(ج) مہم رجیع

بقول ابن سعد یہ واقعہ اوائل صفر 4ھ کا اور بقول ابن ہشام اواخر شوال 3ھ کا ہے۔(۱۶) جدول سے معلوم ہو گا کہ قمریہ شمسی شوال 3ھ کے مقابل خالص قمری مہینہ محرم 4ھ کا ہے۔ پس ابن سعد کی توقیت خالص قمری تقویم کی اور ابن ہشام کی توقیت قمریہ شمسی تقویم کی ہے۔

اس طرح اواخر شوال قمریہ شمسی کا اوائل صفر قمری سے ہم آہنگ ہونا بالکل واضح ہے۔ قریش مکہ کی تقویم کا قمریہ شمسی ہونا بھی ثابت ہوا کیونکہ انہوں نے ذی قعدہ، ذی الحجہ 3ھ قمریہ شمسی اور محرم 4ھ قمریہ شمسی کے بعد صفر 4ھ قمریہ شمسی میں حضرت خبیبؓ کو سولی دی۔ کیونکہ مذکورہ تینوں مہینے عربوں میں حرمت والے مہینے سمجھے جاتے تھے۔ مہم رجیع کا واقعہ اگر صفر

قمریہ شمسی کا ہوتا تو حرمت والے مہینے تو کئی ماہ کے بعد آرہے تھے، لہذا قریش کے لئے حضرت خبیبؓ کو سولی دینے میں حرمت کے مہینے کیسے رکاوٹ بن سکتے تھے؟

(5) غزوۂ بدر الموعد

بقول واقدی و ابن سعد یہ یکم ذی قعدہ 4ھ کا اور بقول ابن خبیب یکم شعبان 4ھ کا واقعہ ہے۔(۱۷) ہم یکم ذی قعدہ 4ھ قمری کے مقابل جیولین عیسوی تاریخ معلوم کرتے ہیں۔ ذی قعدہ سے پہلے کے 10 قمری مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے سال 4ھ کو ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 4.8333333 بر آمد ہوئی، اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 کو جمع کرنے سے حاصل جمع 626.25851 بر آمد ہوا، یعنی رواں عیسوی سال 626ء تھا۔ کسر اعشاریہ کو 365 سے ضرب دینے سے (25851. 365x)=94.35=94 دن بر آمد ہوئے۔ سال 94 واں دن 4 اپریل ہوا۔ پس مطلوبہ تاریخ 4 اپریل 626ء بر آمد ہوئی۔(۱۸) قمریہ شمسی محرم، قمریہ شمسی تشری کی طرح ستمبر سے شروع ہوا کرتا تھا۔ محرم کو ستمبر کے بالمقابل رکھتے ہوئے۔ اپریل کو قمریہ شمسی مہینہ آٹھواں مہینہ یعنی شعبان ہوا۔ پس ابن خبیب کی توقیت قمریہ شمسی اور واقدی و ابن سعد کی توقیت خالص قمری ہے۔

(6) غزوۂ حدیبیہ

اس غزوہ کے لئے تاریخ روانگی یکم ذی قعدہ 6ھ ہے۔(۱۹) یکم ذی قعدہ 6ھ کے بالمقابل ہم عیسوی تاریخ معلوم کرتے ہیں۔ ذی قعدہ سے پہلے کے 10 قمری مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے سال ہجری 6 کو ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 6.8333333 بر آمد ہوئی اسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 628.19892 بر آمد ہوا، رواں عیسوی سال 628 تھا، کسری اعشاریہ کو 366 سے ضرب دینے سے (19892. 366x)=72.80=73 دن حاصل ہوئے۔ لیپ کے سال کا 73 واں دن 13 مارچ ہوا، پس مطلوبہ تاریخ 13 مارچ 628ء بر آمد ہوئی۔(۲۰) قمریہ شمسی محرم یہودیوں کے قمریہ شمسی تشری کی طرح ستمبر کے بالمقابل ہوا کرتا تھا۔ ستمبر سے آگے مارچ تک شمار کرنے سے ساتواں قمریہ شمسی مہینہ رجب قمریہ شمسی

بر آمد ہوا، جو قریش مکہ کے لئے عمرہ کا مہینہ تھا، اس مہینہ میں عمرہ کو وہ حج اصغر اور ذی الحجہ قمریہ شمسی میں حج کو وہ حج اکبر کہتے تھے، ان کے نزدیک حج کے مہینوں میں عمرہ کرناماں سے بدکاری سے بھی شدید تر تھا۔(۲۱) اس سے ثابت ہوا کہ غزوۂ حدیبیہ کی توقیت خالص قمری تقویم میں ہوئی ہے، جس کے مقابل مکہ میں قمریہ شمسی مہینہ رجب کا تھا اور عیسوی مہینہ مارچ کا تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش مکہ کی تقویم قمری کی بجائے قمریہ شمسی تھی۔

(7) عبرانی سال 4390 خلیقہ (232 ویں دور کا پہلا اور غیر مکبوس سال) بمطابق 8ھ قمریہ شمسی، 9-8 ہجری قمری، 30-629ء جیولین

یکم ستمبر 629=(243 تقسیم (629+365) تقسیم 870204. -640.6526=
6=6.2=29.5x .2102, 4.2102=12x .35085, 8.35085 جمادی الاولیٰ
8ھ قمری پس جمادی الاخریٰ 8ھ قمری=32-6=26 ستمبر 629ء وقت قران 04-19 بمؤرخہ 23 ستمبر پس چاند 24 ستمبر کو نظر آیا لہذا 25 ستمبر 629ء صحیح تاریخ ہے۔ چونکہ اس سے پہلے عبرانی سال 4389 خلیقہ 231 ویں دور کا انیسواں اور مکبوس سال تھا۔ لہذا 4390 خلیقہ کی یکم تشری اواخر ستمبر میں ہوئی، جس کے بالمقابل خالص قمری مہینہ جمادی الاخریٰ ہے۔

جیولین عیسوی تاریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
25 ستمبر 629ء سوموار	تشری	محرم 8ھ	جمادی الاخریٰ 8ھ	23 ستمبر	19-04
24 اکتوبر منگل	حشوان	صفر	رجب	22 اکتوبر	7-08
23 نومبر جمعرات	کسلیو	ربیع الاول	شعبان	20 نومبر	21-42
23 دسمبر ہفتہ	تبت	ربیع 2	رمضان	20 دسمبر	14-39
21 جنوری 630ء اتوار	شباط	جمادی 1	شوال	19 جنوری	9-14
20 فروری منگل	ادار	جمادی 2	ذی قعدہ	18 فروری	4-10
22 مارچ جمعرات	نیسان	رجب	ذی الحجہ	19 مارچ	21-37
20 اپریل جمعہ	ایار	شعبان	محرم 9ھ	18 اپریل	12-18

20 مئی اتوار	سیواں	رمضان	صفر	18 مئی	0-07
18 جون سوموار	تموز	شوال	ربیع الاول	16 جون	9-42
18 جولائی بدھ	آب	ذی قعدہ	ربیع الثانی	15 جولائی	18-02
16 اگست جمعرات	ایلول	ذی الحجہ	جمادی الاولیٰ	14 اگست	2-06

(الف) سریہ ذات السلاسل

بقول مؤرخین یہ جمادی الاخریٰ 8ھ سخت موسم سرما کا واقعہ ہے۔(۲۲) بمطابق جدول جمادی الاخریٰ 8ھ قمریہ شمسی کے بالمقابل عیسوی مہینہ فروری 630ء کا ہے۔ جو موسم سرما کا مہینہ ہے، پس یہ توقیت قمریہ شمسی ہے۔ ورنہ خالص قمری جمادی الاخریٰ 8ھ کے بالمقابل تو ستمبر 629ء تھا۔ جو موسم خزاں کا مہینہ ہے۔

(ب) فتح مکہ و غزوۂ حنین

فتح مکہ کے لئے روانگی 8ہجری کے رمضان کی اور غزوۂ حنین کے لئے روانگی 6 شوال 8ھ بروز ہفتہ بیان کی گئی ہے اور بقول ابن سعد یہ سخت گرم دن تھا۔(۲۳) پس یہ دونوں غزوات موسم گرما کے ہیں۔ جدول کے مطابق رمضان قمریہ شمسی عیسوی مہینہ مئی 630ء کے اور شوال قمریہ شمسی جون 630ء کے مقابل ہے، پس دونوں غزوات کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں ہوئی ہے، ورنہ خالص قمری رمضان اور شوال کے مہینے بالترتیب دسمبر 629ء اور جنوری 630ء کے بالمقابل ہیں۔ بمطابق جدول یکم شوال 8ھ قمریہ شمسی کو سوموار تھا۔ پس 6 شوال 8ھ قمریہ شمسی کو ٹھیک ہفتہ ہی کا دن تھا۔

(8) غزوۂ تبوک

اس کی تاریخ روانگی یکم رجب 9ھ اور مراجعت رمضان یا شوال 9ھ کی بیان کی جاتی ہے، یہ سخت گرمی کا موسم تھا۔(۲۴) محرم قمریہ شمسی ستمبر کے بالمقابل ہوا کرتا تھا، اس لئے قمریہ شمسی تقویم میں رجب، شعبان، رمضان اور شوال کے مہینے بالترتیب مارچ، اپریل، مئی اور جون کے بالمقابل تھے۔ عبرانی سال 4391 خلیقہ تھا۔ جس کے مطابق قمریہ شمسی سال 9ھ اور قمری سال 10-9ھ تھا، جبکہ عیسوی سال 31-630ء تھا۔ ہم یکم مارچ 631ء کے مقابل خالص قمری

توقیت معلوم کرتے ہیں۔ یکم مارچ سے پہلے کے 59 دنوں کو 365 پر تقسیم کرکے حاصل قسمت کو سال 631ء سے ملایا تو اعشاری تحویل 631.16164 حاصل ہوئی۔ اسے 970204. پر تقسیم کرکے حاصل قسمت سے 640.6526 تفریق کرنے سے حاصل تفریق 9.89268 برآمد ہوا، یعنی قمری سال 9ھ رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دینے سے (89268. 12x)=10.71216 حاصل ضرب برآمد ہوا، یعنی 10 قمری ماہ پورے ہوکر ذی قعدہ رواں تھا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دی تو حاصل ضرب سے (71216. 29.5x)=21 تاریخ برآمد ہوئی، یعنی مطلوبہ تاریخ 21 ذی قعدہ 9ھ قمری ہے۔

پس اگلے قمری مہینہ کی یکم ذی الحجہ 9ھ =32-21=11 مارچ 631ء کو ہوئی۔(۲۵)
وقت قران 48-21 بمورخہ 8 مارچ ہے۔ مارچ کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ رجب کا ہوا، جدول یوں بنے گی۔

جیولین عیسوی تاریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
11 مارچ 631ء سوموار	نیساں 4391 خلیقہ	رجب 9ھ	ذی الحجہ 9ھ	8 مارچ	21-48
9 اپریل منگل	ایار	شعبان	محرم 10ھ	7 اپریل	14-38
9 مئی جمعرات	سیواں	رمضان	صفر 10ھ	7 مئی	5-50
8 جون ہفتہ	تموز	شوال	ربیع الاول	5 جون	19-08

مذکورہ جدول سے ثابت ہوا کہ غزوۂ تبوک کی توقیت قمریہ شمسی ہے اور اس کے مہینے موسم گرما کے ہیں رجب سے شوال قمریہ شمسی کے مقابل خالص قمری تقویم کے مہینے ذی الحجہ 9ھ سے ربیع الاول 10ھ تک کے ہیں، الغرض ان تمام تطبیقی جداول سے ہمارے اس دعویٰ پر مہر تصدیق ثبت ہوگئی کہ عرب عبرانی تقویم کی طرز پر قمریہ شمسی تقویم بھی بکثرت استعمال کرتے تھے۔ تمام توقیتی تضادات، ابہامات اور شکوک و شبہات بھی دور ہوگئے۔ مکی دور کے چند واقعات اگلے باب ''سعادات'' میں مذکور ہیں۔

سعادات

(1) ولادت باسعادت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی ولادتِ مبارکہ کے سلسلہ میں تمام سیرت نگاروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ سوموار کے دن مکہ مکرمہ پر ابرہہ کے ناکام حملہ کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئے۔(۱) ابرہہ کے اس حملے کا سبب یہ تھا کہ ابرہہ کے تعمیر کرائے گئے کنیسہ کو عرب قبیلہ بنو کنانہ کے ایک شخص نے چوری چھپے نجاست سے آلودہ کر دیا حالانکہ ابرہہ نے اسے اس لئے تعمیر کرایا تھا کہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی بجائے اس کنیسہ کی زیارت کے لئے آئیں۔ اس پر عرب مشتعل ہوگئے اور اس کے بنائے ہوئے کنیسہ کی بے حرمتی کر ڈالی۔ ابرہہ نے غضبناک ہو کر مکہ مکرمہ پر حملے کا ارادہ کر لیا لیکن وہ اپنے اس ناپاک ارادے میں ناکام رہا۔(۲)

اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے لشکر کو معہ اس کے ہاتھیوں کے تباہ و برباد کر دیا۔ یہ سب خرق عادت کے طور پر مکہ مکرمہ تک پہنچنے سے پہلے ہی عجیب و غریب غیبی پرندوں کی کنکریوں کا شکار ہو کر نیست و نابود ہوئے۔ لشکر میں ہاتھیوں کی بڑی تعداد کی وجہ سے یہ لوگ اصحاب الفیل (ہاتھیوں والے) کہلائے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر تیسویں پارے کی سورۂ فیل میں ہے۔ بنو کنانہ قبیلہ کے ہی قلمس نامی ایک شخص نے عرب میں نسی کی بدرسم کو رائج کیا تھا اسی لئے نُساۃ (ناسیوں) کو قلامسہ کہا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے ابرہہ کے مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کے ضمن میں ان کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔(۳) اسی رسم نسی کے تحت عربوں نے بعض سالوں میں بارہ کی بجائے تیرہ مہینے کر لئے تھے تاکہ ذی الحجہ کا مہینہ دوسرے قمریہ شمسی مہینوں کی طرح سال کے مخصوص موسم ہی میں آتا رہے۔ ذی الحجہ کو جیولین عیسوی تقویم کے ماہ اگست اور محرم کو ماہ ستمبر کے بالمقابل کر دیا جیسا کہ گزشتہ ابواب کے سیر حاصل مباحث سے ثابت ہو چکا ہے۔ ابرہہ کے کنیسہ کو اسی قبیلہ کے ایک فرد نے نجاست سے آلودہ کیا تھا جس سے اس امر کی مزید شہادت ملتی ہے کہ قمریہ شمسی ذی الحجہ کے بعد قمریہ شمسی محرم میں ابرہہ حملہ آور ہوا تھا۔ اہل مکہ کی تقویم قمریہ شمسی تھی۔ ابرہہ کے محرم قمریہ شمسی میں حملہ کے 50 یا 55 روز کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ربیع الاول قمریہ شمسی میں ہوئی۔ قمریہ شمسی سال اور شمسی سال کی

مدت نہایت معمولی فرق کے ساتھ یکساں ہوتی ہے مشہور قول کے مطابق آپ کی عمر 63 سال ہے۔ 63 قمریہ شمسی یا شمسی سالوں کی قمری مدت کوئی 65 سال بنتی ہے۔ 63 سالوں کو 365.25 سے ضرب دے کر حاصل ضرب بحذف کسر لیا جائے اور اسے 354.36706 پر تقسیم کر کے قمری سال بنائے جائیں تو 64.94 یعنی کوئی 65 سال بر آمد ہوں گے۔ چنانچہ روایات میں آپ کی عمر مبارک کا 65 سال ہونا بھی مذکور ہے۔(۳)

آپ کا وصال مبارک بالاتفاق ربیع الاول 11ھ قمری میں ہوا۔ یکم ربیع الاول 11ھ کے مقابل جیولین عیسوی تاریخ معلوم کرنے کے لئے ربیع الاول سے پہلے کے دو مہینوں کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو 354 پر تقسیم کر کے سال 11ھ کو ساتھ ملایا تو اعشاری تحویل 11.66666 بر آمد ہوئی جسے 970204. سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 621.5692 جمع کرنے سے حاصل جمع 632.40314 بر آمد ہوا۔ پس رواں سال 632ء جیولین ہوا۔ کسر اعشاریہ کو 366 سے ضرب دینے سے حاصل ضرب 147.54 بر آمد ہوا۔ کسر اعشاریہ کو نظر انداز کریں تو 147 واں دن 26 مئی ہوگا اور اسے پورا عدد شمار کریں تو 148 واں دن لیپ سال میں 27 مئی ہوگا۔ تو رسول اکرم ﷺ کا عیسوی سال وفات 632ء ہوا۔(۴) اس سے 63 سال کم کریں تو آپ کی ولادت مبارکہ کا عیسوی سال 569ء بر آمد ہوتا ہے چونکہ محرم قمریہ شمسی یہودیوں کے تشری کی طرح ستمبر کے بالمقابل ہوا کرتا تھا لہذا سال 569ء میں قمریہ شمسی اور قمری تقویم تیار کرنے کے لئے ہمیں یکم ستمبر 569ء کے مقابل خالص قمری تاریخ معلوم کرنا ہوگی۔ یکم ستمبر سے پہلے تک کے 243 دنوں کو 365 پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کو سال 569ء کے ساتھ ملانے سے اعشاری تحویل 569.66575 بر آمد ہوئی۔ اسے 970204. پر تقسیم کر کے اس سے 642.6557 تفریق کرنے سے حاصل تفریق (55.49491-) بر آمد ہوا۔ پس منفی سمت میں قمری سال 55 قبل ہجرت رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دینے سے حاصل ضرب (49491.- 12x)=(5.93892-) بر آمد ہوا یعنی مثبت سمت میں قمری مہینہ 12-5=7= رجب رواں تھا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کرنے سے حاصل جمع (93892.- 29.5x)+30.5=2.80=3 بر آمد ہوا پس مطلوبہ تاریخ 3 رجب 55 قبل ہجرت بر آمد ہوئی۔ وقت قران 3-45 بمورخہ 28 اگست 569ء ہے۔ یعنی 29 اگست کو بوقت

غروب شمس چاند نظر آیا اور 30 اگست کو قمری تاریخ یکم تھی پس 3 رجب کو عیسوی تاریخ یکم ستمبر 569ء ہی برآمد ہوئی۔ عبرانی سال 569+3761=4330 خلیقہ برآمد ہوا جو 19 سالہ عبرانی دور کے 228 ویں دور کا ستر ہواں اور مکبوس (کبیسہ والا) سال تھا۔ چونکہ دور رسالت کا تشری اواخر اگست اور اواخر ستمبر کی درمیانی تواریخ کے بالمقابل ہوا کرتا تھا پس 30 اگست 569ء جیولین بمطابق یکم رجب 55 قبل ہجرت قمریہ شمسی تقویم کا مہینہ محرم اور عبرانی کا مہینہ تشری تھا۔ کبیسہ کا مہینہ ہم محرم کے بعد نہیں بلکہ ذی الحجہ کے بعد سمجھیں گے کیونکہ یہ ضروری تو نہیں کہ قلامسہ ہمیشہ محرم ہی کو مکرر کرتے ہوں چنانچہ شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے کہ کبیسہ ڈالنے کے لئے ذی الحجہ کو مکرر لایا جاتا تھا۔(۵)

مستشرقین میں سے جنہوں نے کبیسہ کا مہینہ یہاں محرم کے بعد ڈالا ہے انہوں نے ولادت باسعادت کی تاریخ بحساب کبیسہ 9 دسمبر 569ء متعین کی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے ''تقویم تاریخی'' میں ''چند یادگار تاریخیں'' کے عنوان کے تحت یہی عیسوی تاریخ لکھی ہے۔(۶) لیکن آئندہ مباحث سے اس کا غلط ہونا ہم انشاء اللہ حسابی تخریجات سے ثابت کر دیں گے۔ سردست مذکورہ بالا معلومات کی روشنی میں ہم تطبیقی تقویمی جدول تیار کرتے ہیں۔

جیولین عیسوی تاریخ	عبرانی مہینہ	قمریہ شمسی مہینہ	قمری مہینہ	تاریخ قران	وقت قران
30 اگست 569ء جمعہ	تشری 4330	محرم 53 ق ھ	رجب 55 ق ھ	28 اگست	3-45
28 ستمبر ہفتہ	حشوان	صفر	شعبان	26 ستمبر	12-53
28 اکتوبر سوموار	کسلیو	ربیع الاول	رمضان	25 اکتوبر	22-40
26 نومبر منگل	تبت	ربیع الثانی	شوال	24 نومبر	9-31

30 اگست 569ء کو جمعہ تھا۔ (1.25x5668)+242=952 دن ہوئے انہیں

سات پر تقسیم کرنے سے تقسیم پوری ہو گئی لہذا دن جمعہ تھا۔(۷)

مذکورہ جدول سے معلوم ہوا کہ قمریہ شمسی ربیع الاول کے بالمقابل خالص قمری مہینہ رمضان المبارک کا ہے۔ یکم ربیع الاول قمریہ شمسی کو سوموار تھا، پس 8ربیع الاول کو سوموار کا دن برآمد ہوا۔ یکم ربیع الاول قمریہ شمسی 53 قبل ہجرت کے بالمقابل عیسوی تاریخ 28اکتوبر569ء تھی، پس 8ربیع الاول قمریہ شمسی 53 قبل ہجرت کو عیسوی تاریخ 4نومبر 569ء بروز سوموار تھی اور اس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کی تاریخ 8 رمضان المبارک 55 قبل ہجرت تھی۔(۸)ابن حبیب بغدادی نے لکھا ہے کہ سال ولادت میں یکم محرم کو جمعہ تھا۔ مذکورہ جدول سے معلوم ہوا کہ واقعی یکم محرم قمریہ شمسی 53 قبل ہجرت بمطابق 30اگست 569ء جمعہ ہی کا دن تھا۔ ابن حبیب نے مزید لکھا ہے کہ ابرہہ کا حملہ 17 محرم کو ہوا تھا اور اس کے 50دن کے بعد آپ کی ولادت ہوئی۔(۹) مذکورہ جدول سے ثابت ہے کہ محرم قمریہ شمسی 29دن کا اور صفر قمریہ شمسی 30دن کا ہوا تھا۔ اس لئے 29دن سے محرم قمریہ شمسی کے 17دن تفریق کرنے سے اور حاصل تفریق میں 30دن صفر قمریہ شمسی کے جمع کرنے سے حاصل جمع 42دن ہوا پس 17 محرم قمریہ شمسی کے بعد پچاسواں دن ٹھیک (50-42)=8ربیع الاول قمریہ شمسی بروز سوموار ہوا۔ لہذا یہی صحیح تاریخ ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہے کہ علماء کا تاریخ ولادت میں اور مہینے میں اختلاف ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت بروز سوموار ربیع الاول کے مہینے کی ہے لیکن تاریخ متعین نہیں مگر بعض کے خیال میں یہ تاریخ 2ربیع الاول ہے اور بعض 8ربیع الاول بتاتے ہیں۔ شیخ قطب الدین عسقلانی فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کا یہی 8 ربیع الاول کا قول ہے اور یہی تاریخ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے۔ اس تاریخ کے قائل وہ حضرات ہیں جو نسب اور ایامِ عرب کے ماہر ہیں۔ جنہیں ان امور کی معرفت حاصل ہے اسی کو حمیدی اور ان کے استاد ابن حزم نے اختیار کیا ہے۔ قضاعی نے عیون المعارف میں لکھا ہے کہ اہلِ سیر کا اس قول پر اجماع ہے اور زہری نے اس قول کی روایت محمد بن جبیر بن مطعم سے کی ہے جو ایامِ عرب کے ماہر تھے۔ دس ربیع الاول کا بھی قول ہے اور 12 ربیع الاول کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے اور یہی مشہور ہے۔ طیبی کا قول ہے کہ لوگوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو بروز سوموار پیدا ہوئے تھے۔(۱۰)

شیخ عبدالحق دہلوی کی مذکورہ بالا صراحت کے مطابق سوموار کا دن تو متفق علیہ ہے اور تاریخ ولادت کے متعلق چار اقوال 2, 8, 10اور 12 ربیع الاول کے ہیں جن میں 8 ربیع الاول کا قول نہایت مستند اور 12 ربیع الاول کا نہایت مشہور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات نے محض شہرت کی بناء پر اس پر اہلِ سیر کا اتفاق نقل کر دیا ہے حالانکہ دیگر کئی حضرات نے 8 ربیع الاول پر اجماع نقل کیا ہے۔ مذکورہ جدول سے 8 ربیع الاول کا صحیح ہونا اور باقی اقوال کا غلط ہونا بخوبی ثابت ہو گیا۔ 12 ربیع الاول کا غلط ہونا تو اس قدر واضح ہے کہ اگر ربیع الاول کو قمریہ شمسی کی بجائے خالص قمری مہینہ بھی قرار دیا جائے تو بھی 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت کو سوموار کا دن بر آمد نہیں ہوتا۔ ہم یہاں سال 53 قبل ہجری کا اس لئے لیں گے کہ اگر ربیع الاول قمری لیا جائے تو آپ کی عمر مبارک 63 سال کی مدت بھی قمری ہی محسوب ہو گی آپ کا وصال مبارک ربیع الاول 11ھ قمری کا ہے لہذا 63 سال قبل ربیع الاول کے قمری مہینے کے ساتھ سال 53 قبل ہجرت بر آمد ہو گا۔ اب ہم 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت کا دن حسب قواعد معلوم کرتے ہیں۔ (4.36706x53-)+(1.530588x2+11)=(217.39-) یعنی 217- دن بر آمد ہوئے انہیں سات پر تقسیم کیا تو تقسیم پوری ہو گئی منفی سمت میں ہجری تقویم کا پہلا دن جمعرات تھا۔ جمعرات سے معکوس سمت میں ساتواں دن جمعہ ہوا۔ قمری تقویم میں ایک دن کا فرق ممکن ہے لہذا یہ دن جمعرات بھی ہو سکتا ہے اگر 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت کو جمعرات ہو تو 9 ربیع الاول کو سوموار ہو گا۔ چنانچہ جن لوگوں نے توقیتی تضادات کو نظر انداز کرتے ہوئے بلکہ اکثر و بیشتر ان سے بے خبر ہوتے ہوئے غلطی سے ولادت مبارکہ کے مہینے کو خالص قمری ربیع الاول سمجھ لیا تو انہوں نے محمود پاشا فلکی مصری وغیرہ کی اتباع کرتے ہوئے 9 ربیع الاول 53 قبل ہجرت بروز سوموار کو ہی یوم ولادت قرار دیا اور آج کل یہی تاریخ مشہور ہے جس کے بالمقابل عیسوی جیولین تاریخ 20 اپریل 571ء ہے۔ اور گریگورین تاریخ 22 اپریل 571ء ہے چنانچہ عموماً یہی دونوں عیسوی تواریخ کتب میں لکھی ہوئی ہیں۔ جیولین عیسوی تاریخ 20 اپریل 571ء کی قمری تقویم میں تحویل ملاحظہ ہو۔ 20 اپریل سے پہلے کے 109 دنوں کو 365 پر تقسیم کر کے سال 571ء کو ساتھ ملانے سے اعشاری تحویل 571.29863 بر آمد ہوئی اسے 970204. پر تقسیم کر کے حاصل قسمت سے 642.6557 تفریق کرنے سے حاصل تفریق (53.81188-) ہوا یعنی منفی سمت میں سال 53 قبل ہجرت رواں تھا۔ کسر اعشاریہ کو

12 سے ضرب دی تو حاصل ضرب (-81188. 12x)=(-9.74256) برآمد ہوا یعنی مثبت سمت میں قمری مہینہ 12-9=3= ربیع الاول تھا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کئے تو مثبت سمت میں تاریخ (-74256. 29.5x)+30.5=8.59=9 برآمد ہوئی یعنی 20 اپریل 571ء جیولین کے بالمقابل قمری تاریخ 9 ربیع الاول 53 قبل ہجرت تھی 20 اپریل 571ء کو سوموار تھا۔ (1.25x570 کا حاصل ضرب بحذف کسر)+110=822 دن ہوئے انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 3 برآمد ہوا ہفتہ سے شمار کرنے سے تیسرا دن سوموار ہوا پس اس حساب کے مطابق 9 ربیع الاول 53 ق ھ کو بھی سوموار تھا۔ لیکن چونکہ مکہ والوں کی تقویم قمریہ شمسی تقویم تھی اور ہماری جدول مورخین مثلاً ابن حبیب بغدادی کی توقیت پر بالکل پوری اترتی ہے لہذا یہ امر ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا مشہور مہینہ ربیع الاول قمریہ شمسی ہے اور صحیح قمری رمضان المبارک ہی کا ہے۔ چنانچہ اہل سیر نے ولادت مبارکہ کا مہینہ رمضان بھی بیان کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام عربی کے حاشیہ پر ہے کہ آپ کی ولادت کے مہینہ میں اختلاف ہے مشہور قول کے مطابق ربیع الاول کا مہینہ ہے جبکہ زہیر کا قول رمضان المبارک کا ہے اور یہ قول ان لوگوں کے قول کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو آپ کا حمل ایام تشریق میں ہوا تھا لوگ کہتے ہیں کہ اصحاب فیل مکہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور اس کے پچاس دن کے بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ (۱۲)

محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک محرم، صفر، رجب، رمضان ولادت کے مہینے ہیں۔ (۱۳) ہماری مذکورہ جدول سے معلوم ہوگا کہ محرم قمریہ شمسی، رجب قمری کے اور ربیع الاول قمریہ شمسی، رمضان قمری کے بالمقابل تھا اور اگر کبیسہ کا مہینہ محرم کے بعد ڈالا جائے تو قمریہ شمسی صفر کا مہینہ قمری رمضان کے مقابل ہوگا۔

مشہور ریسرچ اسکالر مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے "چند یادگار تاریخیں" کے عنوان کے تحت اپنی تالیف "تقویم تاریخی" میں ولادت مبارکہ "دوشنبہ 12 ربیع الاول 53 قبل ہجرت حسب حساب کبیسہ (مکی کیلنڈر) 9 دسمبر 569ء موافق 20 نیساں 8332 خلیقہ (یہودی) 20 نیساں 882 سکندری" بیان کی ہے۔ (۱۵) ہاشمی صاحب عبرانی تقویم سے متعارف نظر نہیں آتے 569ء کے بالمقابل عبرانی سال ستمبر سے پہلے 569+3760=4329 خلیقہ اور ستمبر سے

4330 خلیقہ تھا جبکہ 569ء میں سکندری سال اکتوبر سے پہلے 569+311=880، اور اکتوبر سے 881 تھا۔ نیز دسمبر کے بالمقابل کبھی بھی عبرانی نیساں نہیں ہوتا بلکہ اس قمریہ شمسی تقویم کا نیساں مارچ/اپریل کے بالمقابل ہوا کرتا ہے۔ البتہ 20 نیساں 882 سکندری کے بالمقابل جیولین عیوسی تاریخ 20 اپریل 571ء ہے۔ جس کے مقابل قمری قبل ہجرت تاریخ 9 ربیع الاول 53 ق ھ برآمد ہوتی ہے نہ کہ 12 ربیع الاول 53 ق ھ۔ الغرض دیگر تسامحات کے علاوہ ہاشمی صاحب دسمبر کا نیساں سے تقابل کرنے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے البتہ اس سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے کہ 9 دسمبر 569ء کی تاریخ غالباً ان مستشرقین میں سے کسی ایک کی ہے جنہوں نے کبیسہ کا محرم ڈال کر قمریہ شمسی تقویم میں ربیع الاول قمریہ شمسی کو قمری شوال کے بالمقابل کیا ہے لیکن سلف و خلف میں سے کوئی شخص بھی ولادت مبارکہ کا مہینہ شوال بیان نہیں کرتا نیز 9 دسمبر 569ء کے بالمقابل قمری تاریخ 12 نہیں بلکہ 14 برآمد ہوگی مذکورہ جدول سے پتہ چلے گا کہ یکم شوال 55 قبل ہجرت بمطابق 26 نومبر 569ء بروز منگل ہے پس محرم کو کبیسہ کا قرار دینے سے قمریہ شمسی تاریخ 14 ربیع الاول 53 ق ھ اور قمری تاریخ 14 شوال 55 ق ھ بمطابق 9 دسمبر 569ء بروز سوموار ہوگی۔ حالانکہ تواریخ میں 14 تاریخ کا اور مہینوں میں شوال کا سیرت نگاروں میں سے ہمارے علم کے مطابق کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ پس ولادت مبارکہ کی ہماری تخریج ہی درست ہے 4 نومبر 569ء سے تاریخ وصال 8 جون 632ء کا درمیانی عرصہ 62 سال 7 ماہ اور کچھ دن بنتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی عمر ساڑھے باسٹھ سال بھی بیان کی ہے۔(۱۴) اور ابن حبیب بغدادی نے بھی بروایت ابن کلبی عمر ساڑھے باسٹھ سال اور عام روایات کے مطابق 63 سال لکھی ہے۔ ساڑھے باسٹھ سال کی کسر کو پورا عدد شمار کرنے سے عمر 63 سال ہو جاتی ہے جس کے قمری سال 65 بنتے ہیں یوں 65,63 اور ساڑھے باسٹھ کے اقوال میں مکمل تطبیق ہو جاتی ہے اور ربیع الاول و رمضان کا توقیتی تضاد بھی رفع ہو جاتا ہے۔ البتہ جن حضرات نے عمر 60 یا 61 سال بیان کی ہے۔ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی ان کا قول مجروح ہے اور یہ لوگ اس معاملہ میں: شک میں پڑے اور یقین حاصل نہ کر سکے۔

الغرض بحمد اللہ نہایت ہی قوی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ ولادت مبارکہ کا قمری مہینہ رمضان المبارک ہے۔ اس کے مقابل ربیع الاول قمریہ شمسی تقویم کا چل رہا تھا۔ یہ قمریہ شمسی تقویم تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہمیشہ کے لئے منسوخ

کردی گئی تھی، اور حیرت انگیز امر تو یہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں ہمارے علم کے مطابق ربیع الاول کی فضیلت میں کوئی موضوع حدیث تک بھی نہیں۔ آپ بلاشبہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں پیدا ہوئے اور اسی مقدس مہینے میں آپ پر قرآن کا نزول ہوا۔

(2) معراج النبیؐ

بقول ابن سعد بروایت ابو بکر بن عبداللہ یہ 17 رمضان بروز شنبہ کا واقعہ ہے۔(۱۵) جو ہجرت مدینہ سے کوئی ڈیڑھ سال پہلے کا ہے۔ مگر معراج کی مشہور تاریخ 27 رجب ہے۔ مہینوں کا یہ اختلاف دو تقویمی التباس معلوم ہوتا ہے۔ ہجرت کا عیسوی مہینہ نومبر 622ء ہے۔ اس لئے ڈیڑھ سال قبل عیسوی سال 621ء ہوا مہینہ مارچ/اپریل کا ہو سکتا ہے عبرانی سال 621+5781=4381 خلیقہ ہوا جو 231 دور کا گیارہواں سال ہونے کی وجہ سے مکبوس (کبیسہ والا) سال ہے۔ اگر کبیسہ کی وجہ سے محرم کو مکرر لایا جائے تو قمریہ شمسی رجب اور عبرانی نیساں اپریل کے بالمقابل ہوں گے۔ ہم یکم اپریل 621ء کی خالص قمری تقویم معلوم کریں گے یکم اپریل سے پہلے کے 90 دنوں کو 365 پر تقسیم کرکے سال 621ء کو حاصل قسمت کے ساتھ ملانے سے اعشاری تحویل 621.246557 برآمد ہوئی۔ اسے 970204. پر تقسیم کرکے حاصل قسمت سے 642.6557 تفریق کرنے سے حاصل تفریق (-2.3299) برآمد ہوا یعنی سال 2 قبل ہجرت تھا۔ کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دی تو حاصل ضرب (-32999. 12x)=(-3.95988) برآمد ہوا یعنی مثبت سمت میں قمری مہینہ 12-3=9= رمضان المبارک برآمد ہوا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کرنے سے مثبت سمت میں قمری تاریخ (-95988. 29.5x)+30.5=2.18 یعنی 2 ظاہر ہوئی پس مطلوبہ تاریخ 2 رمضان قبل ہجرت بمطابق 31 مارچ 621ء ہوئی وقت قران 45-1 بمورخہ 29 مارچ ہے۔ اگر اجتماع شمس و قمر کے کوئی اٹھارہ گھنٹے کے بعد چاند نظر آیا ہو تو یکم رمضان المبارک بمطابق 30 مارچ ہوگی اور 27 رمضان کی قمری تاریخ کے بالمقابل عیسوی تاریخ 25 اپریل 621ء اور قمریہ شمسی مہینہ رجب کا برآمد ہوگا۔ دن ہفتہ تھا، (1.25x620)+115=890 دن ہوئے انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ ایک ہوا پس دن ہفتہ برآمد ہوا۔ اگر ہم معراج کے اس واقعہ کو مزید ایک

سال پیچھے لے جائیں تو 26 اپریل 620ء کو قمری تاریخ 17 رمضان 3 قبل ہجرت بر آمد ہو گی۔ 620ء لیپ کا سال ہے لہذا 26 س اپریل سے پہلے کے 116 دنوں کو 366 پر تقسیم کر کے حاصل قسمت کے ساتھ سال 620ء ملانے سے اعشاری تحویل 620.31693 بر آمد ہوئی اسے 970204. پر تقسیم کر کے حاصل قسمت سے 642.6557 تفریق کرنے سے حاصل تفریق (-3.2881) بر آمد ہوا یعنی سال 3 قبل ہجرت تھا کسر اعشاریہ کو 12 سے ضرب دینے سے حاصل ضرب (-12x.28818)=(-3.45816) بر آمد ہوا یعنی مثبت سمت میں مہینہ 12-3=9=رمضان المبارک ہوا۔ مہینوں کے ساتھ والی کسر اعشاریہ کو 29.5 سے ضرب دے کر حاصل ضرب میں 30.5 جمع کرنے سے مثبت سمت میں تاریخ (-29.5x.45816)+30.5=16.98=17 بر آمد ہوئی پس مطلوبہ تاریخ 17 رمضان المبارک 3 قبل ہجرت قمری ہوئی۔ 26 اپریل 620ء کو دن واقعی ہفتہ تھا۔ (1.25x616 کا حاصل ضرب بحذف کسر)+117=890 دن ہوئے سات پر تقسیم کرنے سے باقی ایک بچا پس دن ہفتہ تھا۔ لیکن اس کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ رجب کا نہیں بلکہ شعبان کا تھا۔ نیز اس صورت میں واقعہ معراج کوئی ڈھائی سال پہلے کا ماننا پڑے گا جبکہ بقول ابن سعد یہ کوئی ڈیڑھ سال پہلے کا واقعہ ہے لہذا پہلی توقیت ہی قابل ترجیح ہے۔ الغرض معراج بھی قمری رمضان کا واقعہ ہے جس کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ رجب کا آیا تھا۔ واللہ علم بالصواب!

وصال مبارک

اکثر متقدمین مثلاً ابن سعد اور واقدی نے تاریخ وصال 12 ربیع الاول 11ھ بروز سوموار بیان کی ہے۔ لیکن متاخرین مثلاً حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے لئے یہ اشکال پیدا ہوا کہ یوم عرفہ 9 ذی الحجہ 10ھ کو بالاتفاق جمعہ تھا۔ ذی الحجہ، محرم اور صفر کے مہینے خواہ 29 دن کے لئے جائیں یا 30 دن کے شمار کئے جائیں یا ملے جلے ہوں تو 12 ربیع الاول 11ھ کو کسی بھی صورت میں سوموار کا دن نہیں بنتا۔ ان حضرات کے خیال میں تاریخ 2 ربیع الاول ہے۔ ثانی شہر ربیع الاول کو ثانی عشر ربیع الاول پڑھ لیا گیا۔ (۶) لیکن یہ تاویل قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ محسن اعظم ﷺ کا یوم وصال بھی آئندہ نسلوں تک تواتر سے منتقل نہ ہو۔ یہاں دو تقویمی التباس کا بھی کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ خطبہ حجۃ الوداع میں قمریہ شمسی تقویم کو ہمیشہ کے لئے منسوخ

کر دیا گیا تھا۔ البتہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اختلاف مطالع نے یہ التباس پیدا کر دیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا اشکال تب درست ہوتا ہے کہ صرف مدنی مطلع کو ہی ملحوظ رکھا جائے۔ جدید تحقیق کے مطابق 2 ربیع الاول کو تو کجا یکم ربیع الاول 11ھ کو بھی ہرگز سوموار کا دن بر آمد نہیں ہوتا۔(۱۷) ربیع الاول 11ھ کے لئے جیولین عیسوی تاریخ میں وقت قران 46-21 بمورخہ 24 مئی 632ء ہے۔ عام حالات میں چاند 26 مئی کو غروب شمس کے بعد نظر آنا چاہئے کیونکہ 25 مئی 632ء کو غروب شمس کے وقت تک چاند کی عمر کوئی ساڑھے اکیس گھنٹہ بنتی ہے اگرچہ 20 گھنٹہ کے بعد چند نظر آنے کا امکان شروع ہو جاتا ہے لیکن اطمینان بخش رؤیت ہلال کے لئے اکثر و بیشتر چاند کی عمر 25 اور 30 گھنٹوں کے درمیان ہونی چاہئے اس حساب سے 27 مئی کو چاند کی پہلی تاریخ ہونی چاہئے، 27 مئی 632ء کو بدھ کا دن تھا۔(1.25x631 کا حاصل ضرب بحذف کسر) +148=936 دن ہوئے۔ انہیں سات پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد 5 بر آمد ہوا۔ ہفتہ سے شمار کرنے سے پانچواں دن بدھ بر آمد ہوا۔ اگر یہ تاریخ ایک دن مقدم کر کے 26 مئی کو یکم ربیع الاول قرار دی جائے تو یکم ربیع الاول کو منگل کا دن اور 2 ربیع الاول کو بدھ ہوگا۔ اگر ایک دن موخر کی جائے اور اصولاً اس کی گنجائش موجود ہے تو یکم ربیع الاول 11ھ کو جمعرات کا اور 12 ربیع الاول 11ھ کو ٹھیک سوموار کا دن ہوگا۔ ایک دن کی یہ تاخیر حیران کن یا ناممکنات سے نہیں۔ اس سائنسی دور میں بھی مثلاً گرین وچ اوقات کے مطابق 31 اگست 1989ء کو بوقت 45-5 اور پاکستان کے معیاری وقت کے مطابق بوقت 45-10 قران واقع ہوا۔ چاند یکم ستمبر کو نظر آنا چاہئے تھا اور 2 ستمبر کو پہلی تاریخ ہونی چاہئے تھی لیکن پاکستانی رویئت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق چاند 2 ستمبر کو نظر آیا اور 3 ستمبر کو چاند کی پہلی تاریخ ہوئی اگلے ماہ بھی اسی طرح ہوا۔ پاکستانی وقت کے مطابق 30 ستمبر کو بوقت 48-2 قران واقع ہوا یکم اکتوبر کو چاند نظر آنا چاہئے تھا اور 2 اکتوبر کو چاند کی پہلی تاریخ ہونی چاہئے تھی لیکن یکم ربیع الاول 1410ھ پاکستان میں مورخہ 3 اکتوبر 1989ء کو واقع ہوئی۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر مکی رؤیت کا اعتبار کرتے ہوئے 9 ذی الحجہ کو جمعہ کا دن ہوا مگر مدنی رویئت کے اعتبار سے تاریخ 8 ذی الحجہ 10ھ تھی۔ محرم، صفر اور ربیع الاول کے مہینوں میں بھی ایسے ہی ہوا۔ ذی الحجہ 10ھ کے اختلاف رؤیتِ پر شواہد درج ذیل ہیں۔

(۱) حجۃ الوداع کے ضمن میں واقعدی نے لکھا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یوم ترویہ یعنی

8ذی الحجہ کو جمعہ تھا۔

(ب) بقول واقدی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے 25ذی قعدہ10ھ بروز ہفتہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور بقول ابن سعد 4ذی الحجہ 10ھ کو بروز سوموار مکہ میں داخل ہوئے۔4ذی الحجہ کو سوموار ہو تو9ذی الحجہ کو جمعہ کا نہیں بلکہ ہفتہ کا دن بنتا ہے۔پس یہ توقیت مدنی مطلع کے مطابق ہے۔

(ج) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے نکلے تو ذی قعدہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے اور بروایت حضرت انسؓ آپ ظہر کی چار رکعت پڑھ کر مدینہ سے نکلے تھے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ 25ذی قعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔اس دن جمعہ ہوتا تو آپ جمعہ کی نماز پڑھاتے نہ کہ ظہر کی نماز پڑھتے۔اگر جمعرات کا دن ہوتا تو ذی قعدہ کے 29 دن کا مہینہ ہونے کی صورت میں3ذی الحجہ کو جمعرات کا دن ہوتا اور ذی قعدہ کے 30دن کا مہینہ ہونے کی صورت میں2ذی الحجہ کو جمعرات کا دن ہوتا اسی طرح 9 ذی الحجہ کو بھی جمعرات ہی کا دن ہوتا حالانکہ 9ذی الحجہ کو بالاتفاق جمعہ تھا۔پس مدینہ منورہ سے آپ کی روانگی ہفتہ کے دن سے ہوئی۔(۱۸)اور مدینہ منورہ میں ذی قعدہ کے تیس دن ہونے کی وجہ سے یکم ذی الحجہ بروز جمعہ ہوئی اسی لئے بقول ابن سعد 4ذی الحجہ کو سوموار اور بقول واقدی 8 ذی الحجہ کے بروز جمعہ ہونے کے بھی لوگ قائل ہیں۔پس ثابت ہوا کہ 9ذی الحجہ کو جمعہ کا دن ہونا مکی رؤیت کے اعتبار سے ہے۔مدنی رؤیت کے اعتبار سے 9ذی الحجہ یوم عرفہ کو ہفتہ کا دن تھا۔

اب ہم اسی اختلاف رؤیت کے پیش نظر تقابلی جدول پیش کرتے ہیں۔اوقات قران بغداد کے معیاری وقت کے ہیں۔

جیولین عیسوی تاریخ	قمری تاریخ بلحاظ مدنی رویئت	قمری تاریخ بلحاظ مکی رویئت	تاریخ قران	وقت قران
28فروری632ء جمعہ	یکم ذی الحجہ10ھ	2ذی الحجہ10ھ	26فروری	0-6
29مارچ اتوار	یکم محرم11ھ	2محرم11ھ	26مارچ	15-10
28اپریل منگل	یکم صفر11ھ	2صفر11ھ	25اپریل	6-30
28مئی جمعرات	یکم ربیع الاول11ھ	2ربیع الاول11ھ	24مئی	21-46

مذکورہ جدول سے یہ معلوم ہوا کہ محرم، صفر اور ربیع الاول 11ھ کے تینوں مہینے اور ذی الحجہ 10ھ کا مہینہ اس طرح چاروں مہینے 30,30 دن کے ہوئے۔ اہل ہیئت کے نزدیک تین قمری مہینے مسلسل 30 دن کے اور 2 مہینے مسلسل 29 دن کے ہو سکتے ہیں۔(25) مطلع ابر آلود ہونے کی صورت میں یا کسی اور وجہ سے چاند نظر نہ آنے کی صورت میں بمطابق مشاہدہ و تجربہ چار قمری ماہ بھی مسلسل 30 دن کے ہو سکتے ہیں۔(۱۹) مثلاً پاکستانی رویئت ہلال کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق یکم ذی قعدہ، یکم ذی الحجہ 1408ھ، یکم محرم، یکم صفر، یکم ربیع الاول 1409ھ بالترتیب 16 جون، 16 جولائی، 15 اگست، 14 ستمبر اور 14 اکتوبر 1988ء کے بالمقابل تھے۔ اسی طرح یکم ذی الحجہ 1415ھ، یکم محرم، یکم صفر، یکم ربیع الاول اور یکم ربیع الاول الثانی 1416 ہجری کی تواریخ بالترتیب یکم مئی، 31 مئی، 30 جون، 30 جولائی اور 29 اگست 1995 عیسوی کے بالمقابل تھیں۔ یعنی چاروں مہینے دونوں مرتبہ لگاتار 30, 30 دن کے ہوئے۔ الغرض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک بلحاظ مدنی رؤیت 12 ربیع الاول 11ھ بلحاظ مکی رؤیت 13 ربیع الاول 11ھ بمطابق 8 جون 632 عیسوی جیولین بروز سوموار ہوا۔

وللّٰہ الحمد فی الاولی والاٰخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون

☆

دائمی ہجری کیلنڈر

(جدول نمبر۱)				
ہجری سال کو ۱۰۹ پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد معلوم کرنے کی جدول				
۱۰۹	۸۷۲	۱۶۳۵	۲۳۹۸	۳۱۶۱
۲۱۸	۹۸۱	۱۷۴۴	۲۵۰۷	۳۲۷۰
۳۲۷	۱۰۹۰	۱۸۵۳	۲۶۱۶	۳۳۷۹
۴۳۶	۱۱۹۹	۱۹۶۲	۲۷۲۵	۳۴۸۸
۵۴۵	۱۳۰۸	۲۰۷۱	۲۸۳۴	۳۵۹۷
۶۵۴	۱۴۱۷	۲۱۸۰	۲۹۴۳	۳۷۰۶
۷۶۳	۱۵۲۶	۲۲۸۹	۳۰۵۲	۳۸۱۵

طریق استفادہ:-

۱- مثلاً یکم شوال ۱۴۱۹ ہجری کا دن مطلوب ہے۔ جدول نمبر ۱ میں سال ۱۴۱۹ سے قریب ترین چھوٹا عدد ۱۴۱۷ ہے اسے ۱۴۱۹ سے تفریق کیا تو معلوم ہوا کہ ۱۴۱۹ کو ۱۰۹ پر تقسیم کرنے سے باقی ماندہ عدد "۲" ہے۔ جدول نمبر ۲ میں ۲ کے بالمقابل افقی سمت میں انتہائی بائیں جانب کیلنڈر نمبر "۴" لکھا ہے۔ پس جدول نمبر ۳ میں کیلنڈر نمبر ۴ میں شوال کے مہینے پر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں اور تواریخ کے خانے میں "۱" پر دائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں اور انہیں افقی و عمودی سیدھ میں ملائیں تو دن منگل نکلا۔

۲- اگر باقی ماندہ جدول نمبر ۲ میں ایسا عدد ہو جو لفظوں میں لکھا ہوا ہو یا لفظوں میں لکھے ہوئے عدد کے بعد کے افقی سمت کے اعداد میں سے ہو تو کیلنڈر کے نمبر سے ایک کم کر دیں۔ مثلاً یکم محرم ۱۴۰۸ھ کا دن مطلوب ہے۔ جدول نمبر ۱ میں ۱۴۰۸ سے قریب ترین چھوٹا عدد ۱۳۰۸ ہے۔ اسے ۱۴۰۸ سے تفریق کیا تو باقی ۱۰۰ بچا۔ جدول نمبر ۲ میں ۱۰۰ کا عدد "چوراسی" والی سطر میں ہے اور چوراسی لفظوں میں لکھا ہوا ہے۔ لہذا کیلنڈر ۶ کی بجائے ۵ ہو گا۔ جدول نمبر ۳ کے پانچویں کیلنڈر میں حسب قاعدہ یکم محرم کا دن بدھ بر آمد ہوا۔ ہجری تقویم میں رؤیت ہلال اور مطالع کے اختلاف کی وجہ سے ایک دن کا فرق بعض اوقات ممکن ہے۔

↓ ↓ جدول نمبر ۲ (سالہائے ہجری تقسیم ۱۰۹ کا باقی ماندہ عدد) ↓ ↓

														ذیلی کیلنڈر نمبر
۱	۹	۱۷	۲۵	۳۳	۴۱	۴۹	۵۷	پینسٹھ	۷۳	۸۱	۸۹	۹۷	۱۰۵	۷
۲	۱۰	۱۸	۲۶	۳۴	۴۲	۵۰	۵۸	۶۶	۷۴	۸۲	۹۰	۹۸	۱۰۶	۴
۳	۱۱	۱۹	۲۷	پینتیس	۴۳	۵۱	۵۹	۶۷	۷۵	۸۳	۹۱	۹۹	۱۰۷	۲
۴	۱۲	۲۰	۲۸	۳۶	۴۴	۵۲	۶۰	۶۸	۷۶	چوراسی	۹۲	۱۰۰	۱۰۸	۶
۵	۱۳	۲۱	۲۹	۳۷	۴۵	۵۳	۶۱	۶۹	۷۷	۸۵	۹۳	۱۰۱	۱۰۹	۳
۶	۱۴	۲۲	۳۰	۳۸	۴۶	چون	۶۲	۷۰	۷۸	۸۶	۹۴	۱۰۲	X	۱
۷	۱۵	۲۳	۳۱	۳۹	۴۷	۵۵	۶۳	اکہتر	۷۹	۸۷	۹۵	۱۰۳	X	۵
۸	سولہ	۲۴	۳۲	۴۰	۴۸	۵۶	۶۴	۷۲	۸۰	۸۸	۹۶	۱۰۴	X	۳

دائمی ہجری تقویم

(جدول نمبر ۳)

ذیلی کیلنڈرز ←

تواریخ ↓

				۱	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب	ربیع الاول ذی الحجہ	شعبان	ربیع۲ رمضان	جمادی الاولیٰ
				۲	جمادی الاولیٰ	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب	ربیع الاول ذی الحجہ	شعبان	ربیع۲ رمضان
				۳	ربیع۲، رمضان	جمادی۱	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب	ربیع۱ ذی الحجہ	شعبان
				۴	شعبان	ربیع۲ رمضان	جمادی۱	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب	ربیع۱ ذی الحجہ
				۵	ربیع الاول ذی الحجہ	شعبان	ربیع۲ رمضان	جمادی الاولیٰ	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب
				۶	صفر رجب	ربیع۱ ذی الحجہ	شعبان	ربیع۲ رمضان	جمادی الاولیٰ	محرم شوال	جمادی۲ ذیقعدہ
				۷	جمادی۲ ذیقعدہ	صفر رجب	ربیع۱ ذی الحجہ	شعبان	ربیع۲ رمضان	جمادی۱	محرم شوال
۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
۳	۱۰	۱۷	۲۴	X	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار
۴	۱۱	۱۸	۲۵	X	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار
۵	۱۲	۱۹	۲۶	X	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل
۶	۱۳	۲۰	۲۷	X	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ
۷	۱۴	۲۱	۲۸	X	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات

دائمی عیسوی جیولین و گریگورین

کیلنڈر، جدول نمبر ۱

																		جیولین صدیوں کے اعداد: ۵ ۱۲ ۱۹	۰ ۷ ۱۴	۲ ۹ ۱۶	۴ ۱۱ ۱۸	۱ ۸ ۱۵	۳ ۱۰ ۱۷	۶ ۱۳
																		گریگورین صدیوں کے اعداد (موجودہ مروجہ عیسوی تقویم گریگورین ہے) جدول نمبر ۲، اگلے ورق پر ہے: ۰ ۴ ۸ ۱۲ ۱۶ ۲۰ ۲۴ ۲۸ ۳۲ ۳۶ ۴۰	۱ ۵ ۹ ۱۳ ۱۷ ۲۱ ۲۵ ۲۹ ۳۳ ۳۷	۲ ۶ ۱۰ ۱۴ ۱۸ ۲۲ ۲۶ ۳۰ ۳۴ ۳۸	۳ ۷ ۱۱ ۱۵ ۱۹ ۲۳ ۲۷ ۳۱ ۳۵ ۳۹	X ۳۵ ۳۹	X	X
۱	۷	۱۲	۱۸	X	۲۹	۳۵	۴۰	۴۶	X	۵۷	۶۳	۶۸	۷۴	X	۸۵	۹۱	۹۶	۳	۱	۶	۴	۷	۵	۲
۲	۸	۱۳	۱۹	۲۴	۳۰	X	۴۱	۴۷	۵۲	۵۸	X	۶۹	۷۵	۸۰	۸۶	X	۹۷	۴	۲	۷	۵	۱	۶	۳
۳	۹	۱۴	X	۲۵	۳۱	۳۶	۴۲	X	۵۳	۵۹	۶۴	۷۰	X	۸۱	۸۷	۹۲	۹۸	۵	۳	۱	۶	۲	۷	۴
X	۴	۱۵	۲۰	۲۶	X	۳۷	۴۳	۴۸	۵۴	X	۶۵	۷۱	۷۶	۸۲	X	۹۳	۹۹	۶	۴	۲	۷	۳	۱	۵
۴	۱۰	X	۲۱	۲۷	۳۲	۳۸	X	۴۹	۵۵	۶۰	۶۶	X	۷۷	۸۳	۸۸	۹۴	X	۷	۵	۳	۱	۴	۲	۶
۵	۱۱	۱۶	۲۲	X	۳۳	۳۹	۴۴	۵۰	X	۶۱	۶۷	۷۲	۷۸	X	۸۹	۹۵	X	۱	۶	۴	۲	۵	۳	۷
۶	X	۱۷	۲۳	۲۸	۳۴	X	۴۵	۵۱	۵۶	۶۲	X	۷۳	۷۹	۸۴	۹۰	X	۰۰	۲	۷	۵	۳	۶	۴	۱

طریق استفادہ: مثلاً ہمیں ۴ نومبر ۱۹۹۶ء کا دن مطلوب ہے، جدول ہذا کے دائیں حصہ میں عیسوی سال دیئے گئے ہیں، ۹۶ کے عدد پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں۔ جدول ہذا کی بائیں جانب افقی سمت میں گریگورین صدیوں کے خانوں میں چوتھے خانہ میں صدی کا عدد "۱۹" موجود ہے اس خانہ میں اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں اور ان انگلیوں کو افقاً و عموداً سیدھ میں ملائیں نقطۂ اتصال پر "۴" کا عدد ہے یعنی سال ۱۹۹۶ء کا ذیلی کیلنڈر نمبر ۴ ہے اب جدول نمبر ۲ میں ذیلی کیلنڈر نمبر ۴ کی بائیں جانب افقی سمت میں مہینے دیئے گئے ہیں نومبر کا مہینہ آخری یعنی ساتویں خانے میں ہے اس پر بائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں اور نچلی دائیں جانب کی تواریخ میں ۴ تاریخ کے خانہ میں اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں دونوں انگلیوں کو افقی و عمودی سیدھ میں ملائیں تو نقطۂ اتصال پر سوموار بر آمد ہوگا۔

مثلاً ہمیں ۲۰/ اپریل ۵۷۱ء جیولین کا دن مطلوب ہے۔ جیولین صدیوں کے پہلے خانہ میں "۵" ہے اس پر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں اور سالوں کے خانہ میں ۷۱ پر دائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں، دونوں کو افقاً و عموداً سیدھ میں ملائیں تو نقطۂ اتصال پر کیلنڈر کا عدد "۲" بر آمد ہوگا۔ اب جدول نمبر ۲ میں کیلنڈر نمبر ۲ کے مہینوں میں اپریل کے خانہ میں بائیں ہاتھ کی اور تواریخ میں ۲۰ کے خانہ میں دائیں ہاتھ کی انگلی رکھیں دونوں کو افقاً و عموداً ایک سیدھ میں لائیں، مقام اتصال پر "سوموار" بر آمد ہوگا۔

دائمی عیسوی تقویم

(جدول نمبر ۲)

(گریگورین صدیوں میں ۴۰۰ پر تقسیم نہ ہونے والی صدی لیپ کا سال متصور نہیں ہوگی، مثلاً ۱۷۰۰ء، ۱۸۰۰ء، ۱۹۰۰ لیپ کے سال نہیں)

← ذیلی کیلنڈرز

تواریخ ↓

				۱	جنوری اکتوبر	مئی	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر	جون	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی
				۲	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر	مئی	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر	جون	ستمبر دسمبر
				۳	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر	مئی	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر	جون
				۴	جون	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر	مئی	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر
				۵	فروری مارچ نومبر	جون	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر	مئی	فروری لیپ اگست
				۶	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر	جون	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر	مئی
				۷	مئی	فروری لیپ اگست	فروری مارچ نومبر	جون	ستمبر دسمبر	جنوری لیپ اپریل جولائی	جنوری اکتوبر
۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ
۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار
۴	۱۱	۱۸	۲۵	X	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار
۵	۱۲	۱۹	۲۶	X	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل
۶	۱۳	۲۰	۲۷	X	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ
۷	۱۴	۲۱	۲۸	X	جمعہ	ہفتہ	اتوار	سوموار	منگل	بدھ	جمعرات

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ سالہائے عیسوی از ۱۹۰۰ء تا ۲۱۹۹ء (۳۰۰ سال)

یکم جنوری سے یکم دسمبر کی عیسوی تواریخ کے بالمقابل قمری تواریخ کی جدول

عیسوی سال ÷ ۱۹ کے باقی ماندہ سے حاصل ہونے والا سال نمبر ↓	یکم جنوری قمری تواریخ	یکم فروری قمری تواریخ	یکم مارچ قمری تواریخ	یکم اپریل قمری تواریخ	یکم مئی قمری تواریخ	یکم جون قمری تواریخ	یکم جولائی قمری تواریخ	یکم اگست قمری تواریخ	یکم ستمبر قمری تواریخ	یکم اکتوبر قمری تواریخ	یکم نومبر قمری تواریخ	یکم دسمبر قمری تواریخ
۱	۱۰	۱۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۷	۱۷	۱۹	۱۹
۲	۲۱	۲۲	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۸	۲۸	۳۰	۳۰
۳	۲	۳	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۹	۹	۱۱	۱۱
۴	۱۳	۱۴	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۲۰	۲۰	۲۲	۲۲
۵	۲۴	۲۵	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۱	۱	۳	۳
۶	۵	۶	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۲	۱۲	۱۴	۱۴
۷	۱۶	۱۷	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۳	۲۳	۲۵	۲۵
۸	۲۷	۲۸	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۲	۴	۴	۶	۶
۹	۸	۹	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۵	۱۵	۱۷	۱۷
۱۰	۱۹	۲۰	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۶	۲۶	۲۸	۲۸
۱۱	۳۰	۱	۲۹	۱	۲	۳	۴	۵	۷	۷	۹	۹
۱۲	۱۱	۱۲	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۸	۱۸	۲۰	۲۰
۱۳	۲۲	۲۳	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۹	۲۹	۱	۱
۱۴	۳	۴	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۱۰	۱۰	۱۲	۱۲
۱۵	۱۴	۱۵	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۱	۲۱	۲۳	۲۳
۱۶	۲۵	۲۶	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۲	۲	۴	۴
۱۷	۶	۷	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۳	۱۳	۱۵	۱۵
۱۸	۱۷	۱۸	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۴	۲۴	۲۶	۲۶
۱۹	۲۸	۲۹	۲۸	۲۹	۳۰	۱	۲	۳	۵	۵	۷	۷

طریقِ استفادہ:- مثلاً ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یکم اگست ۱۹۴۷ء کو چاند کی کون سی تاریخ تھی؟ ۱۹۴۷ کو ۱۹ پر تقسیم کیا تو باقی ۹ بچے اب نمبر ۹ کی بائیں جانب افقی سمت میں یکم اگست کے نیچے تاریخ دیکھی تو تاریخ ۱۳ برآمد ہوئی۔ ہم یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو چاند کی تاریخ معلوم کرنا چاہتے ہیں ۱۹۹۶÷۱۹ کا باقی ماندہ ایک ہے نمبر ایک کے بالمقابل بائیں جانب یکم جنوری کے نیچے ۱۰ کا عدد ہے یہی قمری تاریخ ہے۔ ان تواریخ کا اصل تواریخ سے کبھی کبھی ایک دن کا اور شاذ و نادر دو دن کا فرق ہوتا ہے کسی بھی عیسوی سال کی یکم جنوری سے یکم دسمبر تک کے مقابل کی ان قمری تواریخ کو اگر بالترتیب ۳۲ اور ۳۲ سے تفریق کرتے جائیں تو عیسوی مہینوں کی وہ تواریخ برآمد ہوں گی جب اگلے چاند کی پہلی تاریخ ہوگی، مثلاً یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو قمری تاریخ ۱۰ تھی اسے ۳۲ سے تفریق کیا تو معلوم ہوا کہ ۳۲-۱۰=۲۲ جنوری کو اگلے چاند کی پہلی تاریخ تھی۔

حوالہ جات و حواشی

عبرانی تقویم

۱۔ عبرانی تقویم: انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (600-598/3)، (218/10)
انسائیکلوپیڈیا امریکانہ (186/5 `201/16) کولیرز انسائیکلوپیڈیا (140-139/5)
رحمۃ للعالمین (394/2)

۲۔ البیرونی کی "الآثار الباقیۃ" کے انگریزی ترجمہ "دی کرونولوجی آف دی اینشنٹ نیشنز" کے صفحہ 141 پر ہے کہ یہودیوں کی یکم تشری سن سکندری کی 27 آب اور 24 ایلول کے درمیان کی تواریخ کے بالمقابل ہوا کرتی تھی۔ صفحہ 70-69 پر عرب معاشرہ کے عیسائیوں میں مروج سن سکندری کے بارے میں مہینوں کی ترتیب یوں ہے:-
"تشرین اول، تشرین دوم، کانون اول، کانون دوم، شباط، ادار، نیساں، ایار، حزیراں، تموز، آب، ایلول"
سن سکندری کا پہلا مہینہ ہمیشہ اکتوبر کے بالمقابل ہوتا تھا۔ دیکھئے رحمۃ اللعالمین جلد صفحہ 399 کہ سال کا آغاز یکم اکتوبر سے محسوب ہوا کہ "اس کا آغاز سن عیسوی سے 3 ماہ 311 سال قبل یکم اکتوبر 4402 جیولانی سے ہوتا ہے)۔ پس سکندری آب اور ایلول کے مہینے بالترتیب اگست اور ستمبر کے بالمقابل ہوئے ہماری تخریج بھی تقریباً اسی کے مطابق ہے۔

۳۔ انسائیکلوپیڈیا آف اوسٹرولوجی مادہ "کلینڈر"

۴۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (218/10 بعنوان جیوئش کیلنڈر)

حوالہ جات و حواشی

عبرانی تقویم کا دورِ جاہلیت اور دورِ رسالت کے عرب معاشرے پر اثر

۱۔ القرآن الکریم، النجم، آیت ۲۸،

۲۔ جمع الفوائد جلد اول صفحہ ۲۷۳، حدیث نمبر ۲۹۸۱،

(ابن عباسؓ) قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ فرأی الیھود تصوم عاشوراء فقال ماھذا؟ قالوا یوم صالح نجی اللّٰہ فیہ موسیٰ و بنی اسرائیل من عدوّھم فصامہ فقال انا احق بموسیٰ منکم فصامہ و امر بصیامہ — للشیخین و ابی دائود—

حدیث نمبر ۲۹۷۸،

(عائشۃؓ) قالت کان عاشوراء یصام قبل رمضان فلمّا نزل رمضان کان من شاء صام ومن شاء افطر — للستۃ الاّ النسائی

حدیث نمبر ۲۹۷۹،

ومن روایاتہٖ و کان یوما تسترفیہ الکعبۃ وانہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصومہ فی الجاھلیۃ وان قریشا کانت تصومہ فی الجاھلیۃ —

حدیث نمبر ۲۹۷۴،

(ابو قتادۃؓ) رفعہ :— صیام یوم عرفۃ انّی احتسب علی اللّٰہ ان یکفر السنۃ التی بعدہ والسنۃ التی قبلہ ، للترمذی،

حدیث نمبر ۲۹۸۰،

(ابوموسیٰؓ) کان یوم عاشوراء یوما تعظمہ الیھود و تتخذہ عیدا فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم صوموہ انتم للشیخین،

حدیث نمبر ۲۹۸۴،

(ابو قتادۃؓ) صیام یوم عاشوراء انی احتسب علی اللّٰہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ— للترمذی،

حدیث نمبر ۲۹۸۷،

(وعنہ ای ابن عباسؓ) صوموا عاشوراء و خالفوا فیہ الیھود و صوموا قبلہ یوما و بعدہ یوما — لا حمد والبزار بلین،

۳۔ دی کرونولوجی آف دی انشنٹ نیشنز (انگریزی ترجمہ الآثار الاباقیۃ) کے صفحہ ۳۲۷ پر ہے۔

"Tishri, in which falls the fasting kippor, that the date

of the fasting was compared with the months of the Arabs and that it was fixed on the 10th day of their first month."

۴۔ ایضاً صفحہ ۷۱،

"The two months "Rabi" were called so on account of the flowers & blossoms and of the continiual fall of dew and rain. All of which refers to the nature of that season which we call "Autumn" but which the Arabs called "Spring" (Rabi)."

۵۔ ایضاً صفحہ ۷۳۔۷۴،

"At the time of Paganism the Arabs used these months in a similar way to the Muslims, Their pilgrimages were wandering around throngh the four seasons of the year. But then they desired to perform the pilgrimage at such time as their merchandise (Hides, Skins, Fruit etc.) was ready for the market and to fix it according to an irreversible rules, So that it should occur in the most agreeable and abundant seasons of the year. Therefore, they learned the system of intercalation from the Jews of their neighburhood about two hundred years before the Hijra. and they used the intercalation in a similar way to the jews .... This went on till the time when the prophet fled from Mecca to madina... Then the Prophet waited till the farewell Pilgrimage... thereupon the intercalation was prohibited and altogether neglected."

"بت پرستی کے دور میں عرب ان مہینوں کو (پہلے پہل) اسی طرح استعمال کیا کرتے تھے جیسے مسلمان کرتے ہیں۔ ان کے حج سال کے چاروں موسموں میں سے گزرتے رہتے

تھے۔ پھر ان کی خواہش یہ ہوئی کہ حج ایسے وقت پر ہوا کرے جبکہ ان کا سامان تجارت (چمڑا، کھالیں اور پھل وغیرہ) فروخت کے لئے تیار ہوں اور اسے ایسے نا قابل تغیر قواعد و ضوابط کے مطابق متعین کیا جائے کہ حج سال کے ایسے موسموں میں ہوا کرے جو نہایت موزوں اور بار آور ہوں۔ اس لئے انہوں نے اپنے پڑوسی یہودیوں سے کبیسہ (لیپ کے مہینے) بڑھانے کا طریقہ سیکھ لیا۔ یہ ہجرت سے دو سو سال پہلے ہوا۔ اور وہ یہودیوں ہی کی طرح مہینوں میں زائد مہینہ ڈالا کرتے تھے۔ یہ صورتِ حال چلتی رہی یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی...... پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع تک انتظار کیا...... اس موقعہ پر اس طریقے کی ممانعت کر دی گئی اور اسے مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔"

۶۔ المجر صفحہ ۱۱۶، طبقات ابن سعد (۲/۱۶۷)، المغازی للواقدی ۱۰۵۶،

۷۔ القرآن الکریم، سورۃ توبہ آیت ۸۱،

۸۔ دیکھئے حاشیہ نمبر ۶،

۹۔ جوہر تقویم، صفحہ ۳۳، سالہائے عیسوی ۶۳۰ء اور ۶۳۱ء، تقویم تاریخی صفحہ ۳ سال ۹ھ،

۱۰۔ سیرت ابن ہشام جلد اول، صفحہ ۱۶۵۔ ۱۶۴، بعنوان، امر الفیل و قصہ النساۃ،

۱۱۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۸،

۱۲۔ التفسیر الکبیر للرازی، الجزء السادس عشر صفحہ ۵۰۔ ۹۴،

والسنة القمرية اقل من السنة الشمسية بمقدار معلوم و بسبب ذالك النقصان تنقل الشهور القمرية من فصل الى فصل و يكون الحج واقعافي الشتاء مرة وفي الصيف اخرىٰ و كان يشق الامر عليهم بهذا السبب، وايضاً اذا حضر واللحج حضرو اللتجارة، فربما كان ذالك الوقت غير موافق لحضور التجارات من الاطراف، فكان يخل اسباب، تجاراتهم بهذا السبب، فلهذاقد موا علىٰ عمل الكبيسة"

"تفسیر کبیر امام رازی جلد ۱۶ صفحہ ۵۰۔ ۴۹،...... اور قمری سال شمسی سال سے اس حد تک چھوٹا ہوتا ہے جو (سب کو) معلوم ہے۔ اور اسی کمی کی وجہ سے قمری مہینے ایک موسم سے دوسرے موسم میں آتے جاتے رہتے ہیں اور حج کبھی موسم سرما میں ہوتا ہے تو کبھی (ایک خاص عرصہ کے بعد) موسم گرما میں ہوتا ہے اس وجہ سے صورتِ حال ان کے لئے

بار گراں تھی۔ نیز جب وہ حج کے لئے آتے تھے تو تجارت بھی کرتے تھے تو بسا اوقات حج کا یہ وقت اور زمانہ ان حالات کے مطابق نہیں ہوتا تھا کہ اطراف سے سامان تجارت موقعہ پر پہنچ سکے۔ اس لئے ان کے اسباب تجارت خلل پذیر ہوتے تھے، اسی لئے وہ کبیسہ کا طریقہ استعمال کرنے پر اتر آئے۔"

۱۳۔ تفسیر الثعالبی جلد دوم صفحہ ۱۲۸،

"وتجئ السنة من ثلاثة عشر شهرا اولها المحرّم المحلل ثم المحّرم اللّذی هو فی الحقیقة صفر"

"اور سال (کبھی) تیرہ مہینوں کا ہو جاتا تھا، پہلا مہینہ محرم ہوا کرتا تھا، جسے (حرمت والے مہینے کی بجائے) حلال مہینہ سمجھا جاتا تھا پھر وہ محرم (اس کے بعد لایا جاتا تھا) جو دراصل صفر (کا مہینہ) ہوتا تھا۔"

۱۴۔ رحمۃ للعالمین جلد دوم صفحہ ۳۹۹ بعنوان سن سکندری، اس کا شمار سن عیسوی سے ۳۱۱ماہ ۳ سال قبل یکم اکتوبر ۴۴۰۲ جولیانی سے ہوتا ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بعد میں اس سن کا پہلا مہینہ عیسوی جیولین تقویم کے اکتوبر کے مہینہ کے مقابل ہوا کرتا تھا۔

۱۵۔ شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام،

"Radjab"

In the Djahabiya it introduced the Summer half year until as a result of the abolition of the intercalated months, the months ceased to fall regularly at the same season of the year, The month was a sacred one. In it umra, the essentially part of the Pre-Mohammadan ceremonies of pilgrimage took place.

""Al-Muharram":- (Ibid. Page 409)

"The Arab year began, Like the Jewish, in autumn....

Ramadan (Ibid):- The name from the root r-m-d refers to the heat of the summer and, therefore, Shows

in what seasons the months fell when the Ancient Arabs Still endeavoured to adjust their year with the solar year by intercalary months."

"رجب" دور جاہلیت میں یہ مہینہ موسم گرما پر مشتمل نصف سال کو متعارف کراتا تھا (موسم گرما کا آغاز موسم بہار سے ہوا کرتا ہے) یہاں تک کہ نسی (مہینے بڑھانے اور کبیسہ کا مہینہ ڈالنے کے طریقہ کی) منسوخی کے بعد مہینے سال کے معینہ موسموں پر آنے سے رک گئے۔ یہ مہینہ مقدس (حرمت والا) تھا اور دور رسالت سے پہلے کے حج کی ضروری رسومات میں سے ایک رسم "عمرہ" کا مہینہ تھا جو اسی مہینہ (رجب) میں کیا جاتا تھا۔"

"المحرم" ایضاً صفحہ ۴۰۹، عربوں کا سال یہودیوں (کے سال) کی طرح موسم خزاں سے شروع ہوا کرتا تھا،

"رمضان" (ایضاً) (اس مہینے کے) نام کا مادہ "رمض" موسم گرما کی شدید گرمی کا غماز ہے اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قمری مہینے کن موسموں میں آیا کرتے تھے جبکہ عرب ابھی تک اپنے قمری سال کو شمسی سال سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے کبیسہ کے مہینوں کے ذریعہ (اسے قمریہ شمسی بنانے کی) تگ ودو جاری رکھے ہوئے تھے"

مورخ طبری نے بھی رجب کے مہینے کو دور جاہلیت میں عمرہ کا مہینہ قرار دیا ہے۔

۱۶۔ کولیرز انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۳۹ پر مسلم کیلنڈر کے متعلق مرقوم ہے!

"Before the time of Mohammad who died in A.D. 632, the Arabs had a lunio, Solar calender, using lunar months with intercalations something like the Jewish calender, It is believed that the abuse of the old calender led Mohmmad to eliminate the added months and use a typically lunar calender."

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل (جن کا انتقال ۶۳۲ عیسوی میں ہوا)، عرب لوگ ایک قمریہ شمسی تقویم استعمال کرتے تھے، جس میں قمری مہینے استعمال ہوتے تھے، اور ان میں (نسی یا کبیسہ کے) مہینے بڑھائے جاتے تھے۔ یہ تقویم یہودی تقویم سے مشابہ تھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس پرانی تقویم کے غلط استعمال کی وجہ سے حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان زیادہ کئے جانے والے (نسی) کے مہینوں کو ختم کرایا اور خالص قمری تقویم کا استعمال جاری فرمایا۔"

۱۷۔ تقویم تاریخی صفحہ ش (تمہیدی صفحات):۔ "قمری مہینے موسموں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اب جو انہوں نے دیکھا کہ حج کا وقت کبھی گرمی میں اور کبھی سردی میں آجاتا ہے۔ اس وقت نہ ان کی فصلیں تیار ہوتی ہیں اور نہ جانوروں کے بچے خرید و فروخت کے لئے مہیا ہوتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے غالباً یہودیوں سے سیکھ کر کبیسہ کا طریقہ رائج کیا، یعنی دو یا تین سال کے بعد ایک ماہ کا سال میں اضافہ کرنے لگے۔ اس عمل حسابی کو ہندوستان میں "لوند" کہتے ہیں۔ یہ کام پہلے پہلے جس حساب دان نے انجام دیا تھا وہ قبیلہ کنانہ کا ایک شخص قلمس نامی تھا۔ اس کے بعد سے یہ طریقہ رائج ہو گیا تھا کہ قبیلہ کنانہ کا سردار حج کے اجتماع میں اعلان کر دیا کرتا تھا کہ آئندہ حج کس ماہ میں ہو گا اور اضافی تیرھواں مہینہ اس نے کس مہینہ کے ساتھ بڑھایا ہے۔ اس طرح لفظ قلمس نام کی بجائے ایک قومی عہدے کا نام ہو گیا اور تاریخوں میں اس کی جمع "قلامسہ" ملتی ہے۔ غرض یہ کہ نسی کا رواج عرب میں ہو گیا لیکن یہ نہیں ہوا کہ سارے عرب نے اسے قبول کر لیا ہو۔ صرف مکہ اور اس کے نواح والے کبیسہ والے سال سے شمار کرتے اور بغیر کبیسہ سال کو اگرچہ یاد رکھتے مگر شمار میں نہ لاتے تھے۔ (اسے) مدنی کیلنڈر سمجھ لیجئے، اور دوسرا قلمس کے اعلان پر مبنی کیلنڈر جسے اہل حضر کا کیلنڈر یا مکی کیلنڈر سمجھئے۔ یہی وجہ ہے کہ روایات اسلامی میں تاریخوں اور مہینوں کے بعض اختلافات ملتے ہیں کوئی مکی سال کا مہینہ اور تاریخ بیان کرتا ہے اور کوئی مدنی سال کا۔

یہ طریقہ ۱۰ ہجری میں حجۃ الوداع تک جاری رہا۔ اس سال دورہ کے بعد حج حقیقتاً ذی الحجہ کی ۹ کو جمعہ کے دن ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ خدا یہ اعلان فرمادیا کہ اب زمانہ پھر صحیح وقت پر آگیا ہے۔ آئندہ سے نہ کبیسہ ہو گا اور نہ نسی ہوا کرے گی۔ اس کے بعد سے ایک ہی قسم کا قمری سال شمار ہونے لگا۔"

۱۸۔ جوہر تقویم صفحات ۹۱، ۹۲۔

۱۹۔ الشمس والقمر بحسبان صفحات ۱۲، ۲۲، ۲۳۔

۲۰۔ ایضاً، صفحہ ۲۳، "نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ اعلان فرمادیا کہ!

"ان الزمان قداستدار علیٰ هیئته یوم خلق اللّٰه السموات والارض، السنة ثناعشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متوالیات ذوالقعدة و ذوالحجة و المحرم و رجب مُضر الذی بین جمادی و شعبان (بخاری، کتاب التفسیر، باب ان عدة الشهور)

دیکھو! زمانہ گھوم پھر کر پھر اسی نقشہ پر آگیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان پیدا کئے تھے۔ دیکھو! ایک سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں تین تو لگاتار، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب (قبیلہ مضر اس مہینہ کی بہت تعظیم کرتا تھا) جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہوتا تھا"

۲۱۔ تقویم تاریخ صفحہ ۳ سال ۱۰ھ،

۲۲۔ دی کرونولوجی آف دی انیشنٹ نیشنز صفحہ ۵۵ پر مرقوم ہے!

"The Persians believe that the beginning of their year was fixed by the creation of the first man and this toot place on the day Hurmuz of Farwardin Mah, Whilest the sum stood in the piont of the vernal equinox in the middle of heaven"

"ایرانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے سال کے آغاز کا تعین پہلے انسان کی تخلیق سے ہوا ہے جو (ایرانی سال کے پہلے مہینہ کی پہلی تاریخ یعنی) ہرمز فروردین ماہ کو واقع ہوئی تھی جبکہ سورج فلک کے وسط میں نقطۂ اعتدال ربیعی کے مقام پر تھا۔" (مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۶۸ پر ہے۔)

"Others among the Jews maintain that the sun was created in the first point of Aries...

"یہودیوں میں کچھ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آفتاب کی تخلیق برج حمل کے پہلے درجہ میں ہوئی تھی، (یعنی موسم بہار میں ہوئی تھی کیونکہ اسی موسم میں آفتاب برج حمل میں ہوتا ہے)،

۲۳۔ کل جگ کا آغاز بقول البیرونی اس وقت ہوا تھا جب تمام سیارگان برج حمل کے پہلے درجہ میں تھے پس آفتاب بھی برج حمل میں تھا اور بہار کا موسم تھا۔

"Albiruni commemorative volume"

شائع کردہ ہمدرد اکیڈمی، کراچی ۱۸، طبع ۱۹۷۹ء،

۲۴۔ این انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن بعنوان "کرسمس"

"By complicated and fantastic calculations the creation of wold was estimated as being March 25."

"پیچیدہ اور نازک حسابات کے ذریعہ یہ تخمینہ لگایا گیا کہ کائنات کی تخلیق ۲۵ مارچ کو ہوئی تھی"

۲۵۔ المغازی للواقدی (۲/۷۷۳)،

"احتلم فی لیلۃ باردۃ کا شد مایکون فی البرد"

یعنی (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو) احتلام ایک ایسی سرد رات میں ہوا جو نہایت سرد تھی"

۲۶۔ طبقات ابن سعد (۲/۱۵۶)

"فیسر نافی یوم قائظٍ شدید الحرفنز لنا تحت ظلال الشجر"

"(صحابہؓ کا بیان ہے کہ) ہم (غزوہ حنین کے لئے) نہایت سخت گرم دن میں چلے تو ہم درختوں کے سائے کے نیچے ٹھہرے"

۲۷۔ تقویم تاریخی صفحہ ۲ سال ۸ھ،

۲۸۔ تقویم تاریخی صفحات ۱-۳ مہینہ رمضان،

۲۹۔ غزوۂ بدر المغازی (۱/۱۹) غزوۂ فتح مکہ، طبقات ابن سعد (۲/۱۳۵، ۱۵۰)

۳۰۔ طبقات ابن سعد (۲/۳۶۲)،

۳۱۔ تقویم تاریخی صفحہ ۱،

۳۲۔ المغازی (۱/۴۷-۴۸)

۳۳۔ جمع الفوائد (۱/۲۸۳)، حدیث نمبر ۳۰۹۸،

(ابی بن کعب) قیل لہ ان ابن مسعودؓ یقول من قام السنۃ اصاب لیلاً......

ابن مسعودؓ کے متعلق حضرت ابی بن کعب کو بتایا گیا کہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جو سارا سال رات کو قیام کرے وہ لیلۃ القدر کو پالیگا۔

۳۴۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد سوم میں بعنوان، "Calender in Jewish History"

مرقوم ہے!

"It is not known how the lunar year of 354 days was adjusted to the sun year of 365 days. The bible never mentions intercalation."

"یعنی معلوم نہیں کہ کس طرح ۳۵۴ دن کا (یہودیوں کا) قمری سال سورج کے ۳۶۵ دن والے سال کے مطابق کیا گیا۔ بائبل میں کبیسہ کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے۔"

۳۵۔ بائبل، کتاب خروج ۱۲:۱،

۳۶۔ انجیل متی ۲۷: ۶۲، مرقس ۱۴: ۵۳، یوحنا ۱۸: ۱۸، ۲۵،

۳۷۔ لوقا ۲۲: ۵۶، یوحنا ۱۸: ۱۸، ۳۸، دی کرونولوجی آف دی انشینٹ نیشنز صفحہ ۲۰،

۳۹۔ کولیرز انسائیکلوپیڈیا، صفحہ ۱۴۳ بعنوان "Christian Era" آخری سطور میں ہے کہ محققین کی تازہ ترین تحقیق کے مطابق ولادت مسیح موجودہ عیسوی سال سے کوئی چار سال پہلے یعنی ۴ قبل مسیح کی ہے۔

۴۰۔ گڈنیوز بائبل صفحہ ۳۵۵،

۴۱۔ قصص القرآن ۱/ ۳۶۱،

۴۲۔ انسائیکلوپیڈیا امیریکانہ (۱۶/ ۲۰)

۴۳۔ گڈنیوز بائبل، صفحہ ۳۵۵،

۴۴۔ دیکھئے تحویلات حصہ دوم کے حواشی کا حاشیہ نمبر ۱۰،

حوالہ جات و حواشی "تطبیقات"

۱۔ جوہر تقویم کے صفحات ۵۶۹ء سے ۶۳۲ء تک میں اوقاتِ قران موجود ہیں۔ راقم الحروف کے پاس ۵۶۹ء سے کوئی دسویں صدی عیسوی تک کے اوقاتِ قران موجود ہیں۔ جن میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ یہ اوقات بغداد کے معیاری وقت کے مطابق ہیں۔

۲۔ تقویم تاریخی صفحہ ۱۔،

۳۔ طبقات ابن سعد (۲/ ۶) المغازی (۱/ ۲)،

۴۔ طبقات ابن سعد (۱/ ۲۲۸)

۵۔ تقویم تاریخی صفحہ ۱،

۶۔ المحبر صفحہ ۱۱۲،
۷۔ طبقات ابن سعد (۲/۱۲،۲۱) المغازی ۱/۱۹،
۸۔ تقویم تاریخی صفحہ ا،
۹۔ طبقات (۲/۲۸-۲۹) المغازی (۱/۱۷۶)،
۱۰۔ المحبر صفحہ ۱۱۱، طبقات (۲/۳۱) المغازی (۱/۱۸۲) سیرت ابن ہشام (۳/۴۶)
۱۱۔ طبقات ابن سعد (۲/۲۸) المغازی (۱/۱۷۲)
۱۲۔ غزوۂ بنی قینقاع، طبقات (۲/۲۸-۲۹)، المغازی (۱/۱۷۶) المحبر صفحہ ۱۱۲،
۱۳۔ تقویم تاریخی سال ۳ھ میں یکم ربیع الثانی بمطابق ۲۱ ستمبر ۶۲۴ء کا دن جمعہ لکھا ہے۔ پس ۲۰ ستمبر کو جمعرات کا دن تھا۔
۱۴۔ المغازی (۱/۱۹۷)، طبقات (۲/۳۶۲) تاریخ ابن خلدون اردو (۱/۹۷)
۱۵۔ نقوش سیرت نمبر (۲/۱۶۴)، البدایہ والنھایہ ۴/۶،
۱۷۔ طبقات (۲/۵۹)، المغازی (۱/۳۸۴)، المحبر صفحہ ۱۱۳،
۱۸۔ تقویم تاریخی صفحہ ا، سال ۴ھ،
۱۹۔ طبقات (۲/۹۵)، ۲۰- تقویم تاریخ صفحہ ا سال ۴ھ،
۲۰۔ تقویم تاریخی صفحہ ا، سال ۴ھ،
۲۱۔ جمع الفوائد (۱/۳۰۵) حدیث نمبر ۳۳۴۹،

(علی ابن عباسؓ) کانوا یرون العمرة فی اشهرالحج من افجر الفجور فی الارض......

"یعنی (قریش مکہ و دیگر عرب قبائل) حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بدترین گناہ سمجھتے تھے۔"

۲۲۔ طبقات ابن سعد (۲/۱۳۱)، المغازی (۲/۷۷۳)،

احتلم فی لیلة باردة کاشدً مایکون فی البرد

۲۳۔ طبقات ابن سعد (۲/۱۵۶)

"فسر نافی یوم قائظٍ شدید الحرّ فنزلنا تحت ظلال الشجر"

۲۴۔ المحبر صفحہ ۱۱۶، طبقات (۲/۱۶۷)
۲۵۔ تقویم تاریخی صفحہ ۳ سال ۹ ہجری

حوالہ جات وحواشی ”سعادات“

۱۔ المحبر صفحہ ۱۰،

۲۔ سیرت ابن ہشام (۱/۱۶۴،۱۶۵) بعنوان ”امر الفیل وقصۃ النساۃ“

۳۔ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ صفحہ ۳۱۰،

۴۔ تقویم تاریخی صفحہ ۳ سال ۱۱ ہجری،

۵۔ شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام صفحہ ۴۰۹،

۶۔ تقویم تاریخی، تمہیدی صفحات (خ۔ذ)

۷۔ جوہر تقویم صفحہ ۹۳

۸۔ جوہر تقویم صفحہ ۹۳ پر یکم رمضان ۵۵ قبل ہجرت قمری بمطابق ۲۸ اکتوبر ۵۶۹ء بروز سوموار لکھی ہے، پس ۸ رمضان المبارک قمری ۵۵ قبل ہجرت کو عیسوی تاریخ ۴ نومبر ۵۶۹ء بروز سوموار ہوئی۔ اس کتاب میں قمریہ شمسی تقویم اس غلط مفروضہ پر دی گئی ہے کہ دور جاہلیت کا محرم موسم بہار میں آیا کرتا تھا لہذا یہ تقابلی جدول بلحاظ قمریہ شمسی تقویم درست نہیں۔

۹۔ المحبر صفحہ ۱۲،

۱۰۔ ماثبت بالسنۃ صفحہ ۲۸۸،

۱۱۔ سیرۃ النبی (۱/۱۷۱-۱۷۲ حاشیہ)، رحمۃ للعالمین (۲/۴۰۲ بعنوان عیسوی قدیم)

۱۲۔ سیرت ابن ہشام (۱/۱۶۷ حاشیہ پر عبارت)

۱۳۔ حیات محمدؐ (اردو) صفحہ ۱۲۹

۱۴۔ ماثبت بالسنۃ صفحہ ۳۱۰،

۱۵۔ طبقات ابن سعد (۱/۲۱۳)

۱۶۔ احسن الفتاوی (۲/۳۶۸) قصص القرآن (۴/۵۱۸-۵۱۹) البدایۃ والنہایۃ (۵/۲۴۳)

۱۷۔ تقویم تاریخی صفحہ ۳ سال ۱۱ ہجری

۱۸۔ قصص القرآن (۴/۵۱۸-۵۱۹)

۱۹۔ دی کرونولوجی آف دی انیشنٹ نیشنز صفحہ ۱۳۸،